کلیم پھلتی

اپنے دعووں اور اعترافات کے آئینہ میں

سید سلمان حسینی ندوی

ناشر
جمعیت شباب الاسلام
ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰

تفصیلات کتاب

نام کتاب: کلیم پھلتی اپنے دعوں اور اعترافات کے آئینہ میں
نام مرتب: مولانا سید سلمان حسینی ندوی
کمپوزنگ وطباعت: باہتمام محمد عبدالرشید ندوی
ندوہ کمپیوٹر سینٹر دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
طابع وناشر: جمعیت شباب الاسلام ٹیگور مارگ لکھنؤ
اشاعت: جنوری ۲۰۱۳ء
تعداد: ۱۰۰۰ / ایک ہزار
قیمت: ۴۰ / چالیس روپے

ملنے کے پتے

۱- مکتبۃ الشباب العلمیۃ، برولیا، ٹیگور مارگ، لکھنؤ-۲۰
۲- مجلس تحقیقات ونشریات، پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء، لکھنؤ-۷
۳- مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

کلیم پھلتی

اپنے دعووں اور اعترافات کے آئینہ میں

سید سلمان حسینی ندوی

ناشر
جمعیت شباب الاسلام
ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰

تفصیلات کتاب

نام کتاب: کلیم پھلتی اپنے دعوں اور اعترافات کے آئینہ میں

نام مرتب: مولانا سید سلمان حسینی ندوی

کمپوزنگ وطباعت: باہتمام محمد عبدالرشید ندوی

ندوہ کمپیوٹر سینٹر دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

طابع وناشر: جمعیت شباب الاسلام ٹیگور مارگ لکھنؤ

اشاعت: جنوری ۲۰۱۳ء

تعداد: ۱۰۰۰ / ایک ہزار

قیمت: ۴۰/ چالیس روپے

ملنے کے پتے

۱-مکتبۃ الشباب العلمیۃ، برولیا، ٹیگور مارگ، لکھنؤ-۲۰

۲- مجلس تحقیقات ونشریات، پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء، لکھنؤ-۷

۳-مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

کلیم پھلتی

اپنے دعووں اور اعترافات کے آئینہ میں

مولانا سید سلمان حسینی ندوی

جمعیت شباب الاسلام

ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰

سخنے گفتنی

اسلام کا نظام شرعی زندگی کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے، جہاں وہ عقائد واخلاقیات کا ایک حسین اور دلکش ہدایت نامہ عطا کرتا ہے، وہیں معاملات میں اعتدال وتوازن کے ایک جامع نظام سے بھی نوازتا ہے۔

افراد کی جانچ اور تحقیق کا اس نے ایک بہت واضح اور معتدل طریقہ متعین کیا ہے، قرآن پاک میں افراد اور قوموں کے تذکرہ میں تعریف ومذمت کے جو اوصاف بیان کئے گئے ،ان میں صدق (سچائی) اور کذب (جھوٹ اور دروغ بیانی) کو متضاد صفات کے طور پر بڑی اہمیت دی گئی ہے، حضور ﷺ نے سچائی کی بہت تاکید فرمائی ہے، اور جھوٹ اور غلط بیانی سے شدت سے منع فرمایا ہے، جھوٹ کو گناہوں اور جرائم کی بنیاد واساس شمار کیا گیا ہے۔

فقہاء ومحدثین نے کسی کے عادل (قابل اعتبار) ہونے کیلئے سچائی اور امانتداری کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے، اور کسی کا کاذب (جھوٹا) ہونا ان کے نزدیک عدم اعتبار کی سب سے بدترین شکل ہے، جسکے بعد اس کی بات میں ادنی وزن نہیں رہتا، بلکہ ایسے شخص کی بات کرنا اور اس کا حوالہ دینا، حوالہ دینے والے کے اعتبار کو مجروح کر دیتا ہے۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس امت کا ایک بڑا المیہ یہ رہا کہ علم حدیث کی طرف منسوب ایسے راویوں کی بڑی تعداد ہے، جنہوں نے جھوٹی حدیثوں کا سہارا لیا اور جھوٹی، من گھڑت باتیں اس امت میں پھیلائیں، موضوع حدیثوں کا ایک طومار ہے، جس سے بگڑے ہوئے لوگوں، فرقوں اور فتنہ پردازوں نے بڑا کام لیا، جھوٹ

کبھی ذاتی مفادات کے لئے بولا جاتا ہے، کبھی غلط افکار ونظریات کے لئے، کبھی کسی سازش اور فرقہ بندی کے لئے، کبھی کسی بیرونی ایجنسی کے لئے، افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ ذاتی مفادات کیلئے دروغ بیانی نے نام نہاد مولویوں کو "کذابین" کی فہرست میں لا کھڑا کیا ہے۔

طرفہ تماشہ اور لائق افسوس یہ حقیقت بھی ہے کہ عوام کی ایک بڑی تعداد، بلکہ کبھی کبھی سادہ لوح خواص بھی دروغ بافوں کی چالاکیوں اور عیاریوں کے جال میں ایسا پھنس جاتے ہیں، کہ حسن ظن ان کی نفسیاتی بیماری بن کر انہیں توہمات کا شکار کر دیتی ہے، اور وہ عیاروں کی دوکانوں کے بہترین گاہک بن جاتے ہیں۔

کچھ ایسی ہی صورتحال کلیم پھلتی کے ساتھ بھی ہوئی، میرے تعلقات ان سے ۳۰/ ۳۵/سال پر پھیلے ہوئے ہیں، پھلت میرے ددھیال منصور پور سے ۸-۱۰/کیلومیٹر پر ہے، اور میں نے کیونکہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سند فضیلت کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ پھلتی دہلوی کی شخصیت اور علمی خدمات کو اپنا موضوع بنایا تھا، اس لئے میرا پھلت اس وقت سے جانا ہوتا رہا ہے جب کلیم پھلتی ایک طالب علم تھے، پھر حضرت مولانا علی میاںؒ سے ان کے تعلقات کی ابتداء سے ہم سے تعلقات بھی ہوتے گئے، اور ان کے ساتھ بعض علاقوں کے دورے بھی ہوئے۔

۱۴۱۵ھ سے جب پھلت میں انہوں نے ایک اجلاس منعقد کیا اور اس میں حضرت والاؒ کے ساتھ مجھے بھی مدعو کیا، مجھے کچھ حالات کا علم ہوا، اور ان کے تیار کردہ جعلی خطوط کا ایک مجموعہ دریافت ہوا، جس نے مجھے حیران کر دیا اور مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا، میں ان کو دیکھنے کے بعد فوراً سمجھ گیا کہ ایک خطرناک منصوبہ جعلسازی، فریب دہی اور دروغ بافی کا، خوابوں اور خطوط کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے، اور ان کے ذریعہ حضرت والا کو جو - بے انتہا نرم، بااخلاق اور حسن ظن رکھنے والے تھے- بہت بڑا دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

میں نے تمام دستاویزات، جعلی خطوط اور دعوؤں کا جائزہ لیا اور پھر ایک تفصیلی تحریر حضرت مولانا کی خدمت میں ۷/محرم ۱۴۱۵ھ کو پیش کی، مولانا کے پیروں کے نیچے سے زمین

نکل گئی، اس کے دو دن بعد حضرت مولانا نے مجھے بلا کر اپنی طرف سے پوری تفصیل سے تعلقات کی ابتدا بیان فرمائی، اور یہ فرمادیا کہ اب ہمارا ان سے تعلق نہیں رہے گا، میں نے حضرت والاؒ سے عرض کردیا تھا کہ میں ان کا تعاقب کروں گا، اور لوگوں پر حقیقت حال واضح کروں گا۔

میں نے اسی بنیاد پر کلیم پھلتی کو خط لکھا، اور ان کو دعوت دی کہ وہ اپنی جعلسازی اور فریب دہی سے باز آجائیں، اور علی الاعلان سب کو معلوم ہوجائے کہ انہوں نے جھوٹ پر مبنی جو دعوے کئے ہیں، وہ ان کے بارے میں اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہیں اور ان سے تائب ہوتے ہیں۔

انہوں نے ۱۳/محرم ۱۴۱۵ھ کو میرے نام خط لکھا اور اس میں اپنے جھوٹ، فریب اور جعلسازی کا اعتراف کیا، اور یہ اقرار کیا کہ میں نے متعلقہ افراد کو خطوط اعتراف جرم کے سلسلے میں لکھ دیئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

احقاق حق کی یہ کارروائی کر کے میں فارغ ہوا، اور معلوم ہوا کہ حضرت مولانا کے قریب کے لوگوں کے ذریعہ حضرت والا پر ڈورے ڈالنے کی کوشش ہورہی ہے، اور طرح طرح کے حیلے صفائی پیش کرنے کے لئے استعمال کئے جارہے ہیں۔

رہ گئے لاکھوں غیر مسلموں کے مسلمان ہونے کے دعوے، اور سینکڑوں تعلیمی اداروں اور ہزاروں طلباء کے ان میں زیر تعلیم ہونے کی باتیں، تو میرے نزدیک یہ تو کھلے جھوٹ اور آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مرادف تھیں، لیکن اچھے اچھے ''سمجھداروں'' کی ''بے وقوفی'' کے یہاں پر بھی عجیب عجیب تجربے ہوئے، تو میں نے حجت قائم کرنے کے لئے ہریانہ، پنجاب کے دورے کرا کر اور مذکورہ پتوں کے حوالوں سے ایک ایک علاقہ میں نمائندوں کو بھیج کر یہ معلوم کرلیا کہ ان دعوؤں میں ۹۸-۹۹/ فیصد جھوٹ ہی جھوٹ ہے، پھر میں نے جائزہ کی رپورٹ متعلقہ افراد کو بھجوادی۔

میری روز افزوں مشغولیات میں تحقیق اور ''تجریح'' کی یہ مشغولیت ناگوار خاطر

تھی، لیکن ضرورت شرعی اس پر مجبور کرتی تھی، اس صورتحال پر سالہا سال گذر گئے، درمیان میں کبھی کبھی کلیم صاحب کے خطوط آتے تھے، جن میں پھلت آنے کی دعوت ہوتی تھی، اور اس کا اظہار کہ وہ میری ہر نصیحت ماننے کو تیار ہیں، دوسری طرف مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہی پرانے دعوے، لوگوں کے درمیان چل رہے ہیں، اور کچھ ہرکارے اسی کام میں مشغول ہیں، دوسری طرف پرچوں اور رسالوں کے ذریعہ یہ مہم دعوتی نصائح اور ہدایت کے حیرت انگیز واقعات کی شکل میں چلائی جارہی ہے۔

اس لئے ''تعاون علی الاثم'' سے بچتے ہوئے، میں نے ان کے خطوط کے جواب سے بھی گریز کیا۔

یہاں تک ۲۰۱۱ء کے اوائل میں پھر بے انتہا عاجزی اور اصرار کے ساتھ انہوں نے پھلت حاضری کی دعوت دی، اس کے جواب میں- میں نے ایک خط کے ذریعہ ان کو ندوہ آنے کی عوت دی، اور بتاریخ یکم/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳/ مارچ ۲۰۱۱ء ان سے ایک معاہدہ پر دستخط کرائے گئے، جس میں اس اعتراف واقرار کے ساتھ کہ ماضی کے تمام دعوؤں، جھوٹ، فریب اور غلط بیانیوں سے مکمل طور پر بیزاری ظاہر کرنے اور توبہ کرنے کے بعد آئندہ از سر نو دعوتی کام کریں گے، اس معاہدہ پر مجلس میں موجود افراد کے دستخط بھی کرائے گئے ہیں۔

اس کے بعد پھلت میری حاضری ہوئی، کھلے میدان میں جلسۂ عام منعقد کیا گیا، جہاں تمہیدی گفتگو کیلئے میں نے ان سے کہا، انہوں نے تعارفی تقریر میں پانچ ہزار افراد کے سامنے اس طویل انقطاع کے اسباب کا مجملاً تذکرہ کیا، اور میرے مشوروں کو ماننے کا اعلان کیا، پھر میری مفصل تقریر ہوئی، جس میں ۱۹/سال تک پھلت نہ آنے کی بنیادی اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے دینی اور شرعی ذمہ داریوں کو یاد دلایا گیا، یہ دونوں تقریریں انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

اس مجلس اور اس اجلاس کے بعد ان کے بعض پرانے ساتھیوں کی طرف سے جو ان کی ان ہی دروغ بیانیوں کی وجہ سے الگ ہوئے تھے، ان کے خلاف ایک مہم کا سلسلہ چھیڑ دیا گیا، ان کا کہنا ہے کہ یہ معاہدہ صرف ڈھونگ ہے، کلیم پھلتی نے اپنا پروپیگنڈہ حسب سابق جاری رکھ رکھا ہے، اور وہ آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، میں نے ان ساتھیوں سے بار بار یہ کہا کہ معاہدہ کے بعد خلاف ورزی کی کوئی مستند چیز مجھے سنائی یا دکھائی جائے، تا کہ حسب معاہدہ میں ان سے بات کر سکوں، لیکن ان حضرات کی طرف سے مجھے کوئی چیز نہ ملی، لیکن ادھر ایک کتابچہ ان کے انٹرویو پر مبنی شائع ہوا، میں نے اس کو پڑھا، وہ غلط بیانیوں سے بھرا ہوا ہے اور پھر مجھ سے بعض معتبر احباب نے بتایا کہ ندوۃ العلماء میں ہماری طرف سے ان کی طلبی اور معاہدۂ توبہ کے بارے میں ان کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ندوہ والوں نے ان کو خود رجوع کرنے کیلئے بلایا تھا، اور ان سے دعا کرائی تھی، اور یہ کہ مولانا سلمان ندوی نے حرم مدنی میں ان کے عمامہ باندھا، پہلی بات تو مضحکہ خیز ہے، تحریر اور سی ڈی حقائق پر مشتمل مہیا ہیں، دوسری بات مدینہ منورہ میں بلکہ مسجد نبوی میں معاہدہ کی تجدید سے متعلق ہے، میں نے ۱۴۳۲ھ کو حج میں معیت کے دوران ان کے کئے ہوئے معاہدہ کو یاد دلایا اور یہ کہا کہ تمام پچھلے معاملات بالکل کالعدم کر کے، اور توبہ پر قائم رہتے ہوئے حرمین سے ایک نیا عہد لے کر جایئے اور صحیح معنی میں کام کیجئے، ان کے سر پر عمامہ باندھا، کہ یہ تجدید عہد کی علامت کے طور پر ہے۔

میں نے بہت سے لوگوں کی غلط فہمیوں، حتی کے بعض علماء اور فضلاء کے بھی مغالطوں کے شکار ہونے کی وجہ سے ضروری سمجھا کہ مکمل روداد لوگوں کے سامنے رکھ دوں، ان تمام تفصیلات کے بعد کتابوں کے بیانات، واقعات اور قصوں کو کالعدم سمجھئے، اور محض تحریروں سے متاثر نہ ہویئے، اب بس یہ دیکھئے کہ آپ کی نگاہوں کے سامنے غیر مسلموں میں وہ کیا کام کر رہے ہیں، براہ راست کام دیکھئے، اور جب تک کوئی بات براہ راست آپ کے علم میں نہ آئے، اس کو نہ مانیئے، اگر وہ اس راہ میں خدمت دین کرتے ہیں، اور ہدایات پر عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو مزید توفیق عنایت فرمائے گا، اور اگر وہ پرانے خطوط اور تحریروں کے سہارے کوئی بات کریں، تو سمجھ لیجئے کہ پھر جھوٹ اور فریب سے توبہ نہیں ہوئی، اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کیجئے۔

اس ذمہ داری کے احساس سے یہ تحریریں شائع کی جا رہی ہیں۔

والسلام

سلمان الحسینی ندوی

۴ر جنوری ۲۰۱۳ء

خط سلمان حسینی

بخدمت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

مخدوم ومکرم چھوٹے نانا دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے۔

ایک ایسے مسئلہ سے متعلق آپ کو کچھ اطلاعات پہونچانا چاہتے ہیں، جس نے ادھر کچھ مدت سے ہم کو بے چین کر رکھا ہے، یہ تو ایک امر واقعہ ہے کہ آپ جیسے حضرات کے پاس بہت سے لوگ آتے رہتے ہیں جن کے ذاتی مفادات ہوتے ہیں، اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اپنی مفاد پرستی میں آپ کو اور بعض اوقات ادارہ اور ملت کے کاز کو نقصان پہونچاتے ہیں۔

لیکن مشکل مسئلہ وہاں پیدا ہوجاتا ہے، جہاں آپ خود بھی ان پر خاصا اعتماد فرماتے ہیں، اور انہیں دینی سند عطا فرماتے ہیں، پھر جب اس کے تقاضوں کے خلاف حالات لوگوں کے سامنے آتے ہیں، تو دشمن کو شماتت کا موقعہ ملتا ہے، اور اپنوں کے لئے حیرانی یا توجیہات وتاویلات مقدر ہوتی ہیں۔

یہاں ہم آپ کی خدمت میں کلیم پھلتی کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارا تعارف کلیم صاحب سے ۱۴-۱۵ سال سے تو ہے ہی، پھلت بھی بار بار جانا ہوا، اور منصور پور جاتے ہوئے کھتولی میں ان کے ہاں اکثر دو چار گھنٹے ٹھہرنا بھی ہوا، دو سال پہلے پنجاب وہریانہ کا ان کے ساتھ دورہ بھی ہوا، ابھی تک ان کے ساتھ ہمارا معاملہ ایک بے تکلف دوست کا رہا، دو چار سال سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ آپ نے ان کو اجازت وخلافت دی ہے، ذہن نے اس کے لئے کوئی تاویل تلاش کر لی۔

لیکن ادھر تقریبا ایک سال سے ایسی معلومات حاصل ہونا شروع ہوئیں، جن سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ اب ہمارے نزدیک بہت سے قرائن کی بنیاد پر یہ بات قطعی ہو چکی ہے کہ وہ ایک بہت بڑے فریب سے کام لے رہے ہیں، اور ان سے کوئی بڑا فتنہ جنم پانے والا ہے، ہم حالات کی تحقیق میں لگے رہے، اور اب بہت مجبوری میں اور شرعی فریضہ سمجھتے ہوئے آپ کو یہ سطور تحریر کر رہے ہیں، تا کہ قبل اس کے کہ فتنہ بے قابو ہوجائے، اس پر روک لگا دی جائے:

۱- اس مرتبہ جب پھلت میں اجلاس ہوا، تو پہلے دن کے اجلاس کے بعد رات کو گیارہ بجے مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی اور پھلت کے ایک صالح اور محتاط عالم ہمیں اپنے گھر لے گئے اور ڈیڑھ دو گھنٹہ انہوں نے کلیم صاحب کے بارے میں شکوک وشبہات پر مبنی گفتگو کی، ان کو یہ بھی خیال تھا کہ آپ کے خطوط جو ان کے نام گئے ہیں، وہ جعلی ہیں، اور غالبا آپ کے کاتب سے کلیم صاحب کا کوئی معاملہ ہے، چند خطوط کی فوٹو کاپیاں انہوں نے دکھائیں، جن پر انہوں نے اپنے شدید تعجب کا اظہار کیا، یہ ان کا تاثر تھا، اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر اسکو نہیں پیش کیا جا رہا ہے، اور خطوط کے بارے میں انہوں نے اپنی معلومات کی بنیاد پر یہ کہا کہ یہ جعلی ہیں، اجلاس کے موقعہ پر حضرت جی (مولانا انعام الحسنؒ) کا جو خط پڑھا گیا تھا اس کے ساتھ ایک دو خطوط اور تھے، ان کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ ان کے جعلی ہونے کا ثبوت فراہم ہو گیا ہے، اور جس نے یہ خطوط لکھے اس نے ہی اعتراف کیا، ڈاکخانہ کو پیسے دے کر جعلی مہر لگوالی گئی۔

جن خطوط کی فوٹو کاپیاں ہم کو دکھائی گئیں، ان سب کے بارے میں ہم کوئی قطعی رائے نہیں رکھتے، لیکن ایک خط تو ایسا صاف جعلی ہے، جس کا انکار کوئی بھی عربی جاننے والا نہیں کرسکتا۔ یہ خط جو جعلی طور پر تیار کیا گیا ہے، اس کا لکھنے والا، عبد الرحمٰن الجہنی مدینہ منورہ کے قبیلہ جہینہ کا ایک فرد ہے، وہ ان القاب وآداب کے ساتھ کلیم صدیقی

کو خطاب کر رہا ہے جو کسی عرب کے ذہن میں بھی کبھی نہیں آسکتے، خط کا اسلوب خالص عجمی ہے، اس میں جعلسازی بول رہی ہے اور اس میں مرسل کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ کلیم صدیقی سے استفادہ کرو، اور اصلاح نفس کا تعلق قائم کرو، فوٹو منسلک ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

۲- بھیا حمزہ (مولانا حمزہ حسنی ندوی) راوی ہیں کہ گذشتہ سال ان کا کلیم صاحب کا حج میں ساتھ ہوگیا، ایک موقعہ پر مذاق میں ایک دوسرے کی بزرگی کا تذکرہ کرتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے کا پیر پکڑلیا، یہ محض ایک مذاق کی بات تھی، لیکن انہوں نے پوری سنجیدگی سے آپ کو خط میں حمزہ حسنی کے شدید تاثر اور پیر تک پکڑ لینے کا ذکر کیا ہے، اسی سفر میں انہوں نے مولوی امتیاز ندوی سے کہا کہ ایک بزرگ کا جنازہ مسجد نبوی کے باہر رکھا تھا، اور تلاش ہندوستان کے شاہ کلیم کی ہو رہی تھی کہ انہوں نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ کلیم صدیقی نماز جنازہ پڑھائیں، آخر کلیم صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، حمزہ بھیا کہتے ہیں، کہ اللہ ہی جانے کہاں پڑھائی۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی میں امام کے پیچھے وہ نماز پڑھ رہے تھے، نماز کے بعد امام صاحب نے ان کا ہاتھ پکڑا اور سیدھے روضہ اطہر پر لے گئے، تو حضور اکرم ﷺ قبر اطہر سے کلیم صدیقی سے ملنے کے لئے باہر تشریف لے آئے۔

اس طرح کے کتنے افسانے ہیں جو اللہ کا بندہ گھڑ گھڑ کر سناتا رہا، تفصیلات آپ بھیا حمزہ اور مولوی امتیاز احمد سے سن سکتے ہیں۔

۳- پنجاب اور ہریانہ میں اسلام لانے والوں کی تعداد کے بارے میں ان کے بیانات بے بنیاد ہیں، میں نے پنجاب و ہریانہ کا سفر ان کے ساتھ ۱۵ر دن کا کیا ہے، اور اس کے علاوہ بھی ہم مسلسل جائزہ لے رہے ہیں، ہمارے اس بیان سے مغربی یوپی کے تمام سنجیدہ حضرات متفق ہیں۔

۴- مغربی یوپی میں اہل علم حلقوں میں ان کے بارے میں بے اعتمادی عام ہوتی جارہی ہے اور شکوک وشبہات بڑھتے جارہے ہیں، لیکن آپ کے خطوط کو پروپیگنڈہ کا بڑا سہارا بنایا جاتا ہے، خاص طور پر وہ خط جو آپ نے ان کی اہلیہ کو لکھا تھا وہ اس پروپیگنڈہ مہم میں خاص طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

۵- جالنہ کا عبداللہ، جس کا نام رام دیو شرما تھا، آپ کی ہاتھ پر ایک سال پہلے اسلام لایا تھا، مدرسہ ضیاء العلوم میں کئی دن رہا، پھر مالیگاؤں میں رہائش اختیار کرلی تھی، اب ہمارے پاس کٹولی میں ہے، اس کا بیان ہے کہ میں تین چار دن کلیم صدیقی کے پاس رہا، ان کے پاس دیوبند کے کچھ لوگ آئے، تو انہوں نے مجھ سے تنہائی میں کہا کہ تم ان کو یہ بتانا کہ تم ہمارے ہاتھ پر اسلام لائے ہو اور ہمارے ساتھ رہتے ہو، اس کو اس جھوٹ پر بڑا تعجب ہوا، اور اس کے بعد ہی اس نے ان کے ساتھ نہ رہنا طے کرلیا۔

۶- سنجے کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ اس کو مسلمان کیا گیا ہے، دلی میں اس کا گھر ہے، جہاں حلیم بھائی رہتے ہیں، اس گھر میں مورتیاں سجی ہوئی ہیں، یہ خود ہمارا مشاہدہ ہے۔

۷- مدرسہ اور غیر مسلموں میں دعوتی کام کے نام پر ان کی چندہ مہم اس قدر زوروں پر ہے کہ آپ سے جو رقومات لیتے ہیں، سو لیتے ہیں، اس کے بعد آپ کے خطوط کے ذریعہ کوئی امکانی جگہ نہیں ہے جہاں تحصیل اور کوشش تحصیل کا عمل سرگرم نہ ہو۔

اب تک ہمارے سامنے جو حالات آئے ہیں، وہ عرض کردیئے گئے۔

طالب دعا

ناچیز-سلمان

۷ر محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

حضرت مولاناؒ کا ردعمل

۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

۲۱ جون ۱۹۹۴ء

آج حضرت مولانا مدظلہ العالی نے صبح نو بجے مجھے طلب فرمایا تھا، کل میرا خط اور کلیم صدیقی کے ذخیرۂ خطوط سے بعض خطوط کی فوٹو کاپیاں بعد نماز مغرب پیش کی گئی تھیں۔

آج حضرت والا نے انہیں سے متعلق گفتگو فرمانے کے لئے بلایا تھا، مولوی عبد اللہ حسنی بھی ہمارے ساتھ گئے تھے، مولوی نثار الحق صاحب بھی بیٹھے تھے، پھر مولانا مرتضی صاحب بھی آ گئے تھے۔

حضرت نے اپنی ذات سے کلیم صدیقی کے تعلق کے پس منظر کو یوں بیان فرمایا، کلیم شروع میں پھلت کے تعلق اور حضرت شاہ ولی اللہ کے خاندان کی نسبت کی بنیاد پر ہمارے پاس ندوہ میں داخلہ کے سلسلہ میں آئے تھے، لیکن وہ یہاں رہ نہ سکے، پھر وہ ہم سے ملتے رہے، ان کے خطوط آتے رہے، جن میں ان کے خوابوں اور رفیع حالات اور مبشرات کا تذکرہ ہوتا تھا، ہم ان سے متاثر ہوئے، اور یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالی کی نوازش ہے جس کو نواز دے، پھر انہوں نے ہریانہ و پنجاب میں کام شروع کیا، جس کے متعلق خبریں بھیجتے رہے اور یہاں سے رقومات کے مطالبے بھی کرتے رہے، ہم نے یہ سوچ کر کہ وہ علاقہ ارتداد کی لپیٹ میں آیا تھا، اور ہمارے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کا علاقہ ہے، اور ہم خود کچھ نہیں کر پارہے ہیں، تو کم از کم جو امداد بن سکے کی جائے، اور علاقہ میں کام کرنے اور لوگوں کو جوڑنے کے لئے ہم نے اجازت بھی دے دی تھی، لیکن ادھر جب سے ہم ان کے اجلاس پھلت میں شریک ہوئے، ہمارے اندر انقباض تھا، انشراح کی کیفیت

نہیں محسوس ہو رہی تھی، اب یہ چیزیں دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، اور بڑا دھکا لگا، اب ہم اس کی وضاحت کر دیں گے کہ ہمارا ان سے تعلق نہیں، یہ بات انہیں بھی معلوم ہو جائے گی اور دوسروں کو بھی، ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس انسان کے دل میں کچھ بھی خدا کا خوف اور کچھ بھی اللہ پر یقین ہو وہ جعل سازی کرے، اپنے نام کے بعض خطوط کے بارے میں فرمایا کہ یہ خط ہمارے نہیں ہیں، ہم یہ لکھ ہی نہیں سکتے۔

مولوی نثار الحق صاحب نے کہا کہ حضرت! وہ جب خطوط لے کر آئے تھے کہ یہ حضرت مولانا کے خطوط ہیں، کیونکہ پرانے ہو گئے ہیں، اس لئے ان کو پیڈ کے نئے کاغذ پر لکھ دیں، میں نے آپ سے ذکر کیا، آپ نے اعتماد کی بنیاد پر فرمایا کہ لکھ دو۔

مولانا نے اس کی صراحت فرمائی کہ ہمیں خوابات سے خود بالکل مناسبت نہیں، ان کے احوال سن کر طبیعت متاثر ہوئی، اور ہم یہ تو خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے، کہ کوئی ایسا شخص دھوکہ اور جعل سے کام لے گا۔

یہ آج کی گفتگو کا خلاصہ ہے۔

میں نے جب ان حالات اور حقائق کے سامنے آنے کے بعد کلیم پھلتی کی جعل سازی اور فریب دہی سے لوگوں کو آگاہ کرنا شروع کیا تو خال معظم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے مجھے ایک خط کے ذریعہ اس سلسلہ میں شدت اختیار نہ کرنے، ان کے مثبت پہلوؤں پر بھی نظر کرنے، اور تشہیر سے بچنے کی باتیں لکھیں تو میں نے تحریری طور پر ان کی خدمت میں مندرجہ ذیل معروضات ایک تفصیلی خط کی شکل میں پیش کیں، خط ملاحظہ ہو:

باسمہ سبحانہ

خال مخدوم ومعظم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ بخیر وعافیت ہوں۔

آپ کا مفصل گرامی نامہ موصول ہوا، کلیم صاحب کے سلسلہ میں ہمارے موقف کے بارے میں آپ نے اپنے تاثرات کیونکہ تحریری طور پر ارشاد فرمائے ہیں، اس لئے یہ عاجز بھی تحریری طور پر جواب کو ترجیح دے رہا ہے، اور اسلئے بھی کہ اس میں تکدر کے امکانات کم ہیں۔

ہم خط کے جواب سے پہلے یہ بات عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ کسی کی بزرگی وعظمت کا قائل ہونا، اس کا ادب واحترام کرنا اور اس کے بعض آراء سے اختلاف کرنا، دونوں میں تضاد نہیں ہے، چھوٹے نانا یا آپکے ادب واحترام اور آپ کے مقام کے اعتراف میں الحمدللہ کوئی کمی نہیں، لیکن بعض آراء سے اختلاف ضرور ہے، امید ہے کہ آپ بھی اس اختلاف رائے پر منقبض یا مکدر نہ ہوں گے، اور اپنے چھوٹوں کو بھی اس کا موقعہ دیں گے، اور شریعت کے دلائل کی روشنی میں اپنی اور ہماری رائے کو جانچیں گے۔

ہمیں اپنے موقف کی وضاحت اور اپنی صفائی پیش کرنے کا جو حق حاصل ہے، اس کو استعمال کرتے ہوئے، چند معروضات پیش خدمت ہیں براہ کرم پوری شفقت اور ہمدردی کے ساتھ ان پر غور فرمالیں۔

۱- اس مسئلہ میں جس جوش وخروش کو آپ ضرورت سے زیادہ فرما رہے ہیں، ہمارے نزدیک مسئلہ کی سنگینی کے پیش نظر، کہ مسئلہ ذات نبوی ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولنے سے متعلق ہے، دین کی غلط نمائندگی اور ترجمانی اور عوام کو رجھانے کے لئے دعاوی کاذبہ پر مبنی ہے، وہ ضرورت سے زائد نہیں بلکہ شرعی طور پر ضروری ہے۔
نفس جوش فی نفسہ مذموم نہیں ہے، حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے بارہا مختلف افراد کے بارے میں شدت جوش اور شدت غضب فی اللہ میں یہاں تک کہہ دیا ''دعنی أضرب عنق ہذا المنافق'' جس سے تشہیر، غیظ وغضب اور نفرت کا اظہار ہوگیا، ہاں ''ضرب عنق'' کی اجازت نہیں ملی، اور ہمیں یاد نہیں کہ کبھی بھی حضور ﷺ نے ان کو ان کے اس جوش پر ٹوکا ہو، الحمدللہ اس باب میں چھوٹے نانا کا عمل بھی ہم نے سنت نبوی کے مطابق پایا، اس طرح کے جوش پر انہوں نے بھی ملامت نہیں فرمائی۔

۲- جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ ہمارا مزاج یہ ہے کہ جو خیال میں آئے فوراً اس کو نافذ کر دیں تو الحمدللہ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں، ایسا نہیں ہے، دوسروں کو جب معلوم ہوتا ہے تو انہیں خیال ہو سکتا ہے کہ شاید ایک دم سے یہ بات شروع ہوگئی، پھلت کے اجلاس میں ہمیں یہ خطوط ملے تھے، بہت سی باتیں معلوم ہوئی تھیں، اگر ہم جلد بازی کرتے، تو اسی وقت سے یہ مہم شروع کر دیتے، لیکن ہم نے مسلسل غور کیا اور معلومات جمع کرتے رہے، اور ابھی بھی تحقیق وتفتیش کا عمل جاری ہے، اور انشاءاللہ حکمت شریعت کے خلاف قدم نہیں اٹھے گا، ہم نے حضرت مولانا مدظلہ کی طرف سے اجازت وخلافت کے مسئلہ کی وجہ سے، جس کے بارے میں ہمیں تقریباً یقین تھا کہ ان کے خطوط سے متاثر ہوکر حضرت والا نے ان پر اعتماد فرمایا، یہ کوئی القاء یا الہام یا ذاتی مشاہدات وتجربات پر مبنی فیصلہ نہیں ہے- یہ ضروری سمجھا کہ پہلے ان کو تحریری طور پر مطلع کر دیں اور ان کی رائے معلوم کرلیں، لہٰذا ان کی خدمت میں خط تحریر کیا، جس کو پڑھنے کے بعد انہوں نے خود

یہ بیان فرمایا کہ ہم نے جلد بازی سے کام لیا، ان کے خطوط سے متاثر ہو کر اور شاہ صاحب کے خاندان کے ایک فرد ہونے کی بناء پر (ان کے حسب ادعاء) اور ظاہری صلاح دیکھ کر اجازت دے دی، اور پھر دیگر خطوط کے علاوہ اپنی طرف منسوب خط کی نسبت کی بھی تغلیط وتکذیب کی، جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت مولانا خطوط کے جعلی ہونے کو تسلیم کر رہے ہیں، اور اگر یہ رائے ان کی نہیں بنی ہے تو مزید تحقیق کر سکتے ہیں۔ بہر حال معاملہ چھوٹا نہیں ہے اور کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

۳- آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اصلاح کے عمل کو تشہیر اور پروپیگنڈہ کے عمل پر مرجح ہونا چاہئے، اس سے کون انکار کرسکتا ہے، لیکن کس مرحلہ پر اصلاح ہوتی ہے، اور کس مرحلہ پر دوسروں کو خبردار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اس میں اختلاف رائے ہوسکتا ہے۔

ہمارے سامنے الجرح والتعدیل اور تراجم کی کتابیں موجود ہیں، ہم عہد صحابہ سے ائمہ محدثین کے بعد کے عہد تک یہ دیکھتے چلے آرہے ہیں، کہ دروغ گوئی اور غلط بیانی ہی نہیں، روایات میں خطا اور نسیان، وہم اور شذوذ تک کے بیان اور راوی کی اس بنیاد پر جرح سے علماء گریز نہیں کرتے۔

امام ترمذیؒ اپنے مقدمۃ السنن میں فرماتے ہیں:

"وقد عاب بعض من لايفهم على أهل الحديث الكلام في الرجال.... وانما حملهم على ذلك عندنا -والله اعلم- النصيحة للمسلمين،أراد هؤلاء الأئمة أن يبينوا أحوالهم شفقة على الدين وتثبتا لأن الشهادة في الدين أحق أن يتثبت فيها من الشهادة في الحقوق والأموال" (مقدمہ سنن ترمذی معروف بہ کتاب العلل الصغیر)

اور شریعت نے جب ایک روپیہ کی خیانت پر یہ حق دیا ہے کہ خائن کے خلاف عدالت شریعت میں مقدمہ دائر کر دیا جائے جس میں اس کی ذات مجروح ہوتی ہے، اس کی بدنامی ہوتی ہے اور وہ ناقابل اعتبار ٹھہرتا ہے، تو کیا دینی معاملات ایک روپیہ کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتے!!

اسی مقدمۃ السنن میں مذکور ہے، یحیی بن سعید القطان امام الجرح والتعدیل کہتے ہیں:

"سألت سفيان الثوري وشعبة ومالك بن انس وسفيان بن عيينه عن الرجل يكون فيه تهمة، أوضعف، أسكت أو أبين، قالوا بيّن"

یہاں صرف ضعیف روایت اور تہمت فی الروایت کی بناء پر یہ حضرات اس کا فیصلہ فرمارہے ہیں کہ اس کی مجروح ہونے کو کھولا جائے۔

اس معاملہ میں محدثین نے نہ باپ اور چچا کی رعایت کی نہ استاذ و مرشد کی، جو کمزوری ایسی دیکھی جس سے دین پر آنچ آسکتی تھی، اس کو کھول کر بیان کیا۔

نیکی وتقوی الگ چیز ہے اور علمی انضباط کی کمی الگ چیز۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

"إن بالمدينة سبعين يستسقى بهم الغمام لاتحل الرواية عنهم"

ان کا مستجاب الدعاء ہونا، اولیاء اللہ میں سے ہونا اپنی جگہ پر لیکن یہ صراحت کردی گئی کہ ان سے روایتیں نہ لی جائیں، اس باب میں ان پر اعتماد نہ کیا جائے۔

﴿كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولو على انفسكم أو الوالدين والأقربين﴾ کے مطابق کیا یہ عمل نہیں ہے؟!

حضرت یحیی بن معینؒ سے کسی نے کہا تھا:

کہ اللہ کے نیک بندوں پر آپ جرح کرتے رہتے ہیں، کل قیامت میں یہ آپ کے خصم بن کر آئیں گے، تو انہوں نے فرمایا تھا، لأن يكون هؤلاء خصمائي أحب إلي من أن يكون خصمي رسول الله ﷺ-يقول : لم لم تذب الكذب عني.

اس طرح کے امور میں جہاں اپنی وجاہت اور تاثیر اور لوگوں کے دینی اور روحانی مرجع بننے کیلئے کذب اور اختلاق کو ذریعہ بنایا گیا ہو، یہاں تک کہ حضورﷺ کی طرف افتراء پردازی کے ساتھ باتیں منسوب کی گئی ہوں، وہاں سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ لوگوں کو بتا دیا جائے کہ فلاں شخص کذاب ہے، پھر اس سے علی الملأ توبہ کیلئے

کہا جائے، اگر اس کی توبہ کا عملی تحقق ہو، یعنی جن لوگوں سے اس نے غلط بیانی کی تھی، ان کے سامنے اپنی اس غلط بیانی کا اعتراف کرے اور آئندہ کیلئے استقامت کا وعدہ کرے، تب اس کا رجوع قبول ہوگا۔

اصلاح کا یہ طریقہ کسی طرح بھی شرعی نہیں ہے کہ جو منکر سیکڑوں افراد پر اثر انداز ہو چکا ہے، اسکا ازالہ اس طرح کیا جائے کہ ملزم کو خط لکھا جائے اور وہ اپنی صفائی لکھ بھیجے، یا آکر رو دھو لے اور اپنی صفائی پیش کر دے، ایسے شخص کے لئے وہ تمام افراد جن سے دروغ بیانی کی گئی ہے فریق ثانی ہیں، ان کی موجودگی میں مقدمہ کا فیصلہ ہوگا۔

۴- حق کے اظہار کو پروپیگنڈے اور کردار کشی سے تعبیر کرنا کیسے درست ہے، پھر خوارج، شیعہ، معتزلہ، قادیانیوں، بریلویوں یہاں تک کہ مولانا مودودیؒ سے متعلق ہمارے حلقہ یا اہلسنت والجماعت کی طرف سے بالعموم جو لٹریچر تیار کیا گیا، کیا وہ کردار کشی کی مہم تھی!

۵- کلیم صاحب کے دعوتی و تربیتی کام کے اثرات، یا ان کے ظاہری صلاح کو دلیل کے طور پر پیش کرنا تو کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، خوارج کے بارے میں آتا ہے "تحقرون صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم، یقرأون القرآن لا یحاوز تراقیھم" اس کے باوجود حضرت علی نے ان سے جنگ کی، فرقہ کرّامیہ کے افراد حسبۃً للہ احادیث وضع کرتے تھے، تاکہ لوگوں کو دینی نفع ہو، ان کو اہلسنت سے خارج قرار دیا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور محمد علی لاہوری کے ذریعہ بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے، ان کی دعوتی و تربیتی مہم سب کو معلوم ہے، لیکن انہیں کافر قرار دیا گیا، یہ مصلحت غالب نہیں آئی کہ ان سے دینی نفع بھی تو ہو رہا ہے۔

تاریخ میں مہدیت کا دعوی کرنے والوں کے متبعین کی دینداری، تقوی، صلاح اور استقامت کے واقعات حیرت انگیز ہیں، اور سعودی عرب کے نام نہاد مہدی کے اثرات براہ راست ہمارے مشاہدہ میں آچکے ہیں، کیا ان اثرات کی وجہ سے انہیں بخش دیا گیا؟!

یہاں تک کہ جن سے جائز حدود میں فروعی اختلاف ہے، کیا امت مسلمہ کے علماء نے ان پر دل کھول کر کتابیں نہیں لکھیں، اخیر میں مولانا مودودی سے علمی اختلاف کی بنیاد پر کیا کتابیں نہیں لکھی گئیں، اور پریس کی مدد نہیں لی گئی، حالانکہ یہاں تو اختلاف محض اجتہادی تھا۔

اور اب جہاں کذب، افتراء اور جعلسازی کو ذریعہ دینی وجاہت کے لئے بنایا گیا ہو جو کسی بڑے سے بڑے فتنہ پر منتج ہو سکتا ہے، وہاں مصلحت دنیاوی کو ترجیح دی جائے!!

اللہ تعالی کو لوگوں کے صلاح وتقوی، اور زہد وعبادت سے ہزار درجہ زیادہ اپنا دین عزیز ہے، اور چند متاثر لوگوں کی فکر میں آئندہ لاکھوں کی گمراہی کا دروازہ کھولنا کون سی شرعی حکمت عملی ہے!

۶- آپ نے فرمایا ہے کہ ان کی خرابیاں زیادہ تر ان کی شخصیت اور مابینہ وبین اللہ کی نوعیت کی ہیں۔

اندرونی فسق وفجور ومعصیت کے بارے میں تو یہ کہا جا سکتا ہے، لیکن ان کا عمل ہر گز شخصی نوعیت کا نہیں، اس کا ہدف دیر سویر دین ہے، کذب کا تعلق لوگوں سے ہے، جعلی خطوط کا تعلق لوگوں سے ہے، جن لوگوں کے اندر ان مبشرات اور مکاشفات کی بنیاد پر آج ان کا اعتقاد بیٹھ جائے گا، کل ان کی کسی گمراہی پر اس کو نہیں توڑا جا سکتا، اور جب تک حضرت مولانا مدظلہ اور ان جیسے حضرات کی طرف سے اس کا ازالہ نہیں ہوگا اور وہ بھی ابھی، پھر آئندہ کسی دوسرے کی طرف سے نہ ہو سکے گا۔

چھوٹے نانا سے مادی، سیاسی اور معاشی فائدہ اٹھانے والے اور دھوکہ دینے اور بھی کئی معروف افراد ہیں، ان کے بارے میں ہم نے کبھی مہم نہیں چلائی حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے سامنے بھی ان کے نام آتے رہتے ہیں، اور آپ کی مجلس میں ان پر تبصرے بھی ہوتے رہتے ہیں، انکا معاملہ ضرور بڑی حد تک شخصی نوعیت کا ہے لیکن کلیم صدیقی کا نہیں۔

۷- ان کے خلاف مہم سے جو اندیشے ہیں، محدثین اور علمائے امت کے بیانات کی روشنی میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۸- منافقین کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا طرز عمل یہ تھا کہ آپ نے ان کی گردن نہیں اڑائی، لیکن سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، انفال اور توبہ اور دیگر سورتوں میں اس قدر تفصیل کے ساتھ اور واضح اشاروں کے ساتھ ان کے متعلق شدید ترین بیانات دیئے گئے، جن کی بنیاد پر صحابہ کرامؓ عمومی طور پر ان کی شناخت رکھتے تھے، اور ان کے دھوکہ میں نہیں آتے تھے۔

﴿إن الذين جاؤوا بالإفك عصبة منكم﴾.....الخ، اور ﴿يقولون ليخرجن الأعز منها الأذل﴾.....الخ، وغیرہ کثیر آیات میں متعین اور واضح اشارے یا ضمائر ہیں، پھر حضور ﷺ نے بھی اپنے قول وعمل سے ان کا تعین فرما دیا تھا، لہذا کوئی بھی ان کی بزرگی کے دھوکہ میں نہیں تھا۔

۹- رہ گیا یہ فرمانا کہ دین اس وقت اس حال میں نہیں ہے کہ ہم دو فریق ہو جائیں، تو بتایا جائے کہ جب جب کسی فتنہ کا مقابلہ کیا گیا تو آپس کے اتحاد کی ضرورت نہ تھی، آخر علماء نے مولانا مودودی کے خلاف یہاں تک کہ حضرت مولانا مدظلہ نے بھی قلم کیوں اٹھایا، اگر یہ مقصد تھا کہ فکر وسلوک میں انحراف نہ ہو اور دین خالص شکل میں محفوظ رہے، تو اس واقعہ میں اس کی زیادہ ہی ضرورت ہے۔

۱۰- اخیر میں ہمارے بڑوں کا حوالہ آپ نے دیا ہے، ہمارے بڑے سر آنکھوں پر ہیں ان کا ادب ہر حال میں قائم رہے گا، لیکن اگر دلائل شرعی کی بنیاد پر رائے مختلف ہے، تو وہ اختلاف نہیں ختم ہوگا۔

اب صرف ایک شکل رہ جاتی ہے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ انہوں نے یہ دعوے نہیں کئے، تو ان کو نقل کرنے والوں کا جھوٹ اور اتہام ثابت ہو جائے گا، پھر ان کے لئے آپ کوئی سزا تجویز فرمایئے گا، دوسری طرف حضرت مولانا مدظلہ کے جتنے خطوط ان کے پاس ہیں سب طلب کئے جائیں، خاص طور پر وہ جنکی تجدید نئے لیٹر پیڈ پر اپنے تازہ سفر میں وہ مولانا نثار الحق صاحب سے کرا کر گئے ہیں۔

دیگر حضرات کو انہوں نے جو خطوط لکھے ہیں، یا جو خطوط وہ دکھاتے رہتے ہیں، ان کو طلب کروا کر چیک کروا لیا جائے۔

حضرت جی کا جو خط اجلاس میں پڑھا گیا، اس کی تحقیق خود حضرت جی سے کر لی جائے۔ مدینہ منورہ کے عبدالرحمٰن الجہنی کے خط کی تحقیق کی جائے، ٹونک کی ام عمارہ کے خط کی تحقیق کی جائے۔

چالیس ہزار مرتدین کے اسلام اور ہندو بیرون ہند کے ہزاروں عیسائی اور ہندوؤں کے قبول اسلام کی تفصیل انکے نام اور پتے کے ساتھ فراہم کی جائے، اور بیرون ہند ان کی جمعیت کے کارکنوں کے نام اور پتے دیئے جائیں، تا کہ ان سے تحقیق کی جا سکے۔

اس کے لئے دو تین افراد پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی حضرت مولانا مدظلہ یا آپ بنا دیں، جس کے ایک فرد ہم بھی ہوں گے، اور تحقیق کے بعد اگر ہماری بات غلط ثابت ہوتی ہے تو ہمیں انشاء اللہ رجوع إلی الحق میں دیر نہیں لگے گی، بلکہ ان مقامات عالیہ کے جن کے وہ مدعی ہیں، ثبوت کے بعد یہ عاجز خود ان کا ایک ادنی کارکن بن جائے گا، اور اگر جعل وفریب ثابت ہو جاتا ہے تو علی الملأ اس کا اعلان واجب ہوگا، اور کیا جعل وفریب کے ثبوت کے بعد وہ حضرت مولانا مدظلہ کے خلیفہ ومجاز برقرار رہیں گے؟!

میں پوری عاجزی کے ساتھ دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ ہماری اس تحریر پر ناراض نہ ہوں، ٹھنڈے دل سے غور فرما لیں، اور پھر مناسب فیصلہ فرمائیں۔

ایک کاپی آپ کی خدمت میں، اور ایک کاپی حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

والسلام

ناچیز

سلمان الحسینی

۱۲ / محرم ۱۴۱۵ھ

اس سلسلہ میں مولانا نذرالحفیظ صاحب ندوی نے بھی مجھے ایک خط لکھا جس میں اپنے احساسات پیش کیئے، خط پر تاریخ پڑی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

برادر عزیز و مکرم مولوی سید سلمان حسینی ندوی! حفظہ اللہ

سلام مسنون!

اس تحریر کا مقصد برادرم کلیم صدیقی کے سلسلہ میں کچھ احساسات کا اظہار ہے۔

ہم نے آپ سے گفتگو کے بعد اس مسئلہ پر غور کیا اور استخارہ بھی۔فکر و تامل کے بعد جو احساسات ہیں وہ اسطرح ہیں:

۱- قرآن مجید کہتا ہے: ﴿ يايها الذين آمنوا إن جاء كم فاسق بنبأ فتبينوا ﴾ اس پر عمل کا تقاضا ہے کہ آپ براہ راست کلیم سے ملاقات کر کے اس مسئلہ کو صاف کر لیں، صرف دوسروں کی روایات پر اعتبار نہ کریں۔

۲- اس کا زیادہ امکان ہے کہ کلیم کے خلاف سازش رچی گئی ہو، خود کلیم اس کے شکار ہو گئے ہوں، اور وہ اس طرح کے خطوط سے متاثر ہو گئے ہوں۔

۳- حضرت مولانا دامت برکاتہم کے تجربات، روحانیت، علم و مطالعہ، اور اخلاص کو دیکھتے ہوئے یہ بات ہمارے سمجھ سے بالاتر ہے کہ حضرت مدظلہ نے کلیم کو سمجھنے میں غلطی کی ہے، اور ہم ان کو مشورہ دیں کہ وہ خلافت سلب کر لیں۔

۴- اگر آپ کلیم کے خلاف مہم چلائیں گے تو خود حضرت مولانا کی ذات پر سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے گا اور ندوہ میں انتشار ہوگا۔

۵- کلیم کے متعلق آپ خود جا کر ان کے رفقاء، مدرسین، ان کی بستی اور ہریانہ، پنجاب میں کام کرنے والے ان کے معین کردہ کارکنوں سے براہ راست مل کر معلومات

حاصل کریں، مالی بد دیانتی اور ذاتی زندگی کو بھی کرید کرید کر معلوم کریں، اگر آپ کو براہ راست شہادتیں مل جائیں تو پھر اقدام کریں۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم کی رائے، بصیرت، تجربہ، علم اور روحانیت پر ہمارا غیر متزلزل ایمان ہے۔

والسلام

نذرالحفیظ

خط کا جواب

مکرم ومحترم مولانا نذر الحفیظ صاحب زید مجدہ

سلام مسنون! امید ہے کہ بخیر ہوں گے۔

کلیم صدیقی صاحب کے سلسلہ میں آپ کی طرف سے ایک تحریر ملی، پڑھ کر حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا، آپ نے مسئلہ پر غور کرکے اور استخارہ کے بعد اپنے احساسات تحریر کئے ہیں، غور وفکر کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کے نکات تو آپ کی تحریر میں آ ہی گئے ہیں جن کا جواب عرض کررہا ہوں، لیکن اس مسئلہ کا استخارہ سے کیا تعلق؟! کسی شخص کے متہم ہونے سے متعلق اگر چند گواہیاں ملیں تو یہ کس شریعت میں لکھا ہے کہ استخارہ کی نماز پڑھی جائے، اس کا سیدھا طریقہ الزامات کی تحقیق کا ہے، جو فقہاء کے ہاں معروف ہے۔

۱- قرآن پاک کی آیت کریمہ: ﴿یا ایھا الذین آمنوا إن جاء کم فاسق بنبأ﴾......الخ کے ظاہر الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ بات اگر فاسق کے ذریعہ پہونچے یا جس کی ثقاہت معلوم نہیں کم ازکم اس کے ذریعہ پہونچے تو تحقیق کی جائے، مجھے روایات مولانا حمزہ صاحب مولانا امتیاز صاحب، مولانا راشد صاحب اور عبداللہ نومسلم کے ذریعہ جو ملیں سو ملیں، دستاویزات بھی ملیں، ان کے خطوط میں مندرج دعاوی بھی ملے، حضرت مولانا کا اپنی طرف منسوب خط پر حیرت واستعجاب اور انکار بھی ملا، اب کیا یہ سب ”روایات فاسق“ ہیں۔

پھر فرض کرلیا جائے کہ فاسق کی روایت پہونچی تو حکم تحقیق کا ہے، یہ حکم کہاں ہے کہ براہ راست ملزم سے پوچھا جائے، عدالت اسلامی میں جو مقدمات آتے ہیں، اس کے گواہ طلب کئے جاتے ہیں، پھر ملزم سے بھی بیان لیا جاتا ہے۔

۲- اس کا امکان کہ ان کے خلاف سازش رچی گئی ہو، اس کی کوئی دلیل یا نظیر یا مثال پیش فرمائیں، ورنہ سوائے واہمہ کے اور کیا ہے، چلئے فرض کئے لیتے ہیں کہ خطوط سازش

کر کے لکھ دیئے گئے، لیکن ان کے زبانی بیانات اور دعاوی جن کو براہ راست مولوی امتیاز نے سنا اور بہت سے لوگ ان کے سامع ہیں اور ان کے مقامات کی بلندی کا دارومدار انہیں روایات پر ہے، یہ سازش کس نے رچائی ہے؟!

۳- حضرت مولانا کے تجربات، روحانیت، مطالعہ اور اخلاص کو دیکھتے ہوئے یہ بات آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ حضرت مدظلہ نے کلیم کو سمجھنے میں غلطی کی، اس میں تو یہ مقولہ یاد آگیا ”پیرنہ پرد مریداں می پرانند“

حضرت مولانا مدظلہ نے ہماری تحریر پڑھنے کے بعد دوسرے دن ہم کو بلوایا، عبداللہ حسنی بھی تھے اور مولانا نثار الحق صاحب بھی، اور ہم سے پوری تفصیل کے ساتھ کلیم کے تعلق کا پس منظر بتایا اور یہ بتایا کہ ہم ان کے خطوط سے ہی متاثر ہوگئے، ہم نے جلد بازی سے کام لیا، ہم سے غلطی ہوئی بلکہ یہاں تک فرمایا کہ مقامات ومبشرات سے تاثر میں تصوف کی لگاوٹ کو بھی دخل تھا، اور اب ہم یہ واضح کردیں گے کہ ہمارا ویسا تعلق نہیں، اپنی طرف منسوب خط کی فوٹو کاپی دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہمارا خط تو نہیں ہے، ہم ان کی بیوی کو ”اعزہ اکرمہ“، کیسے لکھیں گے، یہ تو ہم کہیں لکھتے نہیں، اور اس میں ٹونک کی عزیزہ کا حوالہ ہے ٹونک میں ہماری کوئی عزیزہ نہیں ہے۔

یہ تو حضرت والا کی باتیں تھیں، لیکن ماشاء اللہ ”مسترشدین“ جب تک حضرت کو معصوم نہ ثابت کردیں، ان کو مزہ نہیں آتا!

مولانا! مجھے تعجب ہے کہ آپ نے یہ کیسے لکھ دیا، حضرات صحابہ کرامؓ سے اجتہادی غلطیاں ہوئیں، ائمہ مجتہدین سے سینکڑوں مسائل میں اجتہادی غلطیاں ہوئیں، امام بخاری کی اغلاط پر ایک کتاب ”خطأ البخاری فی تاریخہ“ تیار ہوگئی، بڑے بڑے بزرگوں کو افراد کو سمجھنے میں بعض اوقات غلطیاں ہوئیں، یہاں تک کہ سردار انبیاء محمد ﷺ کو عرینہ، عصیہ، رعل اور ذکوان کے ان افراد کو سمجھنے میں بشریت حائل ہوئی جو دینی دعوت سے کام کے بہانہ

ایک مرتبہ دس صحابہ اور دوسری مرتبہ ستر صحابہؓ کو لے گئے اور ان کو غدراً اور خیانۃً ذبح کر دیا،
کیا حضرت والا کی بصیرت و روحانیت نعوذ باللہ حضورﷺ سے بھی بڑھی ہوئی ہے؟؟؟!!

یہ تو بات اصولی اور اعتقادی ہوگئی، رہ گیا افراد کو سمجھنے میں غلطی کا امکان، بلکہ ایسے واقعات، تو مجھے افراد کے نام لینے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جدہ، دہلی لکھنؤ میں تو بعض حضرات کے بارے میں سمجھنے میں غلطی ہوتی رہی ہے، اور اس میں استعجاب کیا ہے؟ آخر اس کا انکار کیوں؟

۴- کلیم کے خلاف مہم سے حضرت مولانا مدظلہ کی ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا، میں بعض حالات اور واقعات سامنے آنے کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صورتحال کی مکمل تحقیق کی جائے، اور یہ کہنا کہ مولانا پر سے اعتماد اٹھ جائے گا، ہرگز نہیں، یہ معلوم ہوگا کہ فلاں شخص کو سمجھنے میں حضرت والا سے غلطی ہوگئی، دھوکہ دیا گیا جیسا کہ حضورﷺ کو عرینہ اور رجیع اور بئر معونہ کے واقعات میں دھوکا دیا گیا تھا، اس طرح ایک سنت پر عمل ہوا۔

۵- ہاں یہ بات آپ نے صحیح ارشاد فرمائی کہ جو حالات اور واقعات سامنے آئے ہیں ان کے متعلق اچھی طرح تحقیق کر لی جائے، اطلاعاً عرض ہے کہ تحقیق جاری ہے، لیکن جو مواد اب تک جمع ہوا ہے اس سے مجھے ان کے دروغ کا پتہ چلتا ہے، اور آج کے تازہ خط میں حضرت والا کے نام اور میرے نام انہوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کر لیا ہے۔

اخیر میں جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی رائے، بصیرت تجربہ اور علم اور روحانیت پر ہمارا غیر متزلزل ایمان ہے، اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت کی رائے غلط نہیں ہوسکتی، بصیرت خطا نہیں کر سکتی، تجربہ غلط نہیں ہوسکتا، علم ازلی اور ابدی ہے، اس میں غلطی کا امکان نہیں، روحانیت ایسی ہے کہ خطا و نسیان کا صدور نہیں ہوتا، تو آپ نے شیعہ امامیہ کو تو بہت پیچھے چھوڑ دیا، اور حضرت مولانا مدظلہ کو حضورﷺ سے بھی والعیاذ باللہ بڑھا دیا۔
اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا کی رائے اچھی ہوتی ہے، کبھی کبھی غلطی بھی ہوجاتی ہے، تجربہ بہت وسیع ہے، لیکن خطا بھی کرتا ہے، علم عمیق ہے، لیکن محیط نہیں،

روحانیت بمعنی اخلاص ہے، بمعنی معصومیت نہیں، تو اس میں کس کو اختلاف ہے۔

''پیر نہ پرد مریداں می پرانند'' یہ رجحان اور یہ جذباتی سوچ کسی طرح درست نہیں ہے، دین میں تحریف کے دروازے یہیں سے کھلتے ہیں، ایک مرید شیخ کے ہاتھ میں ''کالمیت فی ید الغسال'' ہوتو ہو، لیکن علمی وفکری دنیا میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ، اسی طرح امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ وغیرہ کے اجتہادی اخطاء پر متنبہ کیا جاتا ہے، کھل کر بحثیں کی جاتی ہیں، کتابیں لکھی جاتی ہیں، امام مالکؒ نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فرمایا: ''دجال من الدجاجلۃ'' دوسرے حضرات ثقہ کہتے ہیں، امام ابو حنیفہ نے جابر الجعفی کے بارے میں فرمایا: ''مارأیت اکذب من جابر الجعفی''، بعض محدثین ان کو ثقہ کہتے ہیں، امام نسائی نے احمد بن صالح کے بارے میں ''متروک'' فرمایا، جب کہ دوسرے حضرات کے نزدیک وہ بالاتفاق ثقہ ہیں۔

تراجم وسیر اور شروح احادیث کی کتابیں مثالوں سے بھری پڑی ہیں، اصحاب علم کو اس طرح کی بات تو زیب نہیں دیتی، ہاں علم وتحقیق سے جو خانقاہیں خالی ہیں، اور جہاں کشف والہام اور القاء کی باتیں ہوتی ہوں، وہاں ایسے دعوے کئے جاسکتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ علی النبی وسلم

والسلام

سلمان الحسینی

۱۳؍محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

مندرجہ بالا خطوط اور ان کے جوابات اس لئے دیئے گئے کہ واقعات کی پوری ترتیب قارئین کے سامنے آجائے، ورنہ اب تمام حقائق کے سامنے آجانے کے بعد ان بزرگوں کی بھی رائے وہی ہے جو ہم سب کی ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رپورٹ اور پھر اپنے بزرگوں کے خطوط کے جوابات کے بعد دینی وشرعی ذمہ داری سمجھتے ہوئے میں نے ۱۴رمحرم الحرام ۱۴۱۵ھ کو براہ راست کلیم پھلتی کو خط لکھا، اس پر بھی ایک نظر ڈال لیں:

کلیم صاحب کے نام میرا خط

باسمہ تعالی

برادرم کلیم صاحب صدیقی حفظک اللہ وایانا من الشرور والفتن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر ہوں گے، آپ کے دو خطوط لے کر حافظ ادریس حضرت مولانا مدظلہ کی مجلس میں پہونچے، ایک حضرت مولانا مدظلہ کو اور ایک خط ہم کو دیا، اس میں آپ نے کیا کہنا چاہا ہے پوری طرح واضح نہیں ہے۔

میرا آپ کا تعلق ہمیشہ ایک دوست کا رہا، مجھے جب سے آپ سے ملنے جلنے والوں کے ذریعہ کچھ خوابوں اور کچھ کرامات کے تذکرے سننے کو ملے، تو مجھے انقباض ہوا، انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے علاوہ جب کبھی اوروں نے خوابوں پر زیادہ اعتماد کیا تو فتنے وجود میں آتے رہے ہیں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خطوط کا ایک مجموعہ ہے، جو آپ وقتاً فوقتاً لوگوں کو دکھاتے ہیں، اور بعض اوقات خاص لوگوں کو خطوط کی فوٹو کاپیاں بھی دیتے ہیں، پھر اس سلسلہ کے بعض خطوط کی فوٹو کاپیاں ہم کو ملیں، جن میں سے ایک خط مدینہ منورہ کے عبدالرحمٰن الجہنی کی طرف منسوب ہے، اور غالباً آپنے بعض لوگوں سے اس کا تذکرہ بھی کیا اور فوٹو کاپیاں دیں، وہ خط بالکل جعلی ہے، دوسری طرف عجیب عجیب دعاوی سننے کو ملے مجھے تو بالواسطہ، لیکن بہت سے لوگوں کو بلاواسطہ، خاص طور پر مدینہ منورہ میں جب حمزہ صاحب اور

امتیاز صاحب وغیرہ آپ کے ساتھ حج میں تھے، اس زمانہ میں آپ نے مولوی امتیاز سے بہت سی باتیں کیں جو ان کے نزدیک شدید اشکال کا باعث تھیں، اور میرے نزدیک بالکل غلط، مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی طرح کے دعاوی پر مبنی خطوط مختلف لوگوں کو بھیجے گئے۔

میرے نزدیک ہریانہ وپنجاب میں چالیس ہزار مرتدین کے قبول اسلام اور ملک اور بیرون ملک دیگر ہزاروں عیسائی، ہندو اور ہریجنوں کے قبول اسلام کا دعوی جس کا تذکرہ آپ کے ایک خط میں ہے بہت مبالغہ پر مبنی ہے، خاص طور پر ہریانہ وپنجاب کے علاوہ ملک کے دیگر علاقوں اور بیرون ملک ہزاروں کی تعداد کا حوالہ۔

تھوڑی دیر کے لئے فرض کرلیا جائے کہ یہ سب صحیح ہے تو اس کی تشہیر، رسالہ اور خطوط میں اس کا تذکرہ دعوتی مقاصد کے خلاف ہے، یہ بات خاص نمبر کے پہلے ایڈیشن کے آنے پر متعدد لوگوں نے لکھی، لیکن پھر بھی آپ نے دوسرا ایڈیشن اور اضافوں اور دعاوی کے ساتھ شائع کردیا۔

خوابوں کو حجت بنانا اور اس طرح کے دعاوی کرنا، اور خطوط کی مہم چلانا ظاہری طور پر کام کو جتنا ہی فروغ دے، دین کو نقصان پہونچائے بغیر نہیں رہے گا۔

اب آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ حضرت مولانا کے تمام خطوط کی فوٹو کاپیاں اور ان کے علاوہ اہم خطوط کی فوٹو کاپیاں مجھے ارسال کردیں، اور بیرون ہند کام کرنے والوں اور اسلام قبول کرنے والوں کے نام وپتوں کی لسٹ بھی، اور مولوی امتیاز احمد سے جو باتیں آپ نے بتائی تھیں براہ کرم وہ بھی لکھ دیں، تاکہ مسئلہ کی تحقیق میں مدد ملے اور دوسروں کو بھی اطمینان دلایا جاسکے۔ والسلام

سلمان الحسینی

۱۴رمحرم الحرام ۱۴۱۵ھ

خط وکتابت کے ذریعہ حقائق واضح کرنے کے بعد میں نے ضروری سمجھا کہ اب تک جو حقائق سامنے آئے ہیں ان کو مرتب شکل میں واضح کردوں، تاکہ عام لوگوں کو جو مغالطہ دیا جارہا ہے، اس کا پردہ چاک کردیا جائے، اور صحیح صورتحال سے لوگوں کو مطلع کردیا جائے، اس لئے یہ مندرجہ ذیل مضمون لکھا گیا:

محمد کلیم-اپنے دعوؤں کے آئینہ میں

محمد کلیم پھلتی - پھلت کے ایک جانے پہچانے خاندان کے فرد ہیں، وہ اپنے کو صدیقی لکھتے ہیں، وہ اپنا نانہالی رشتہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے جوڑتے ہیں، اہل تاریخ وتحقیق جس کا انکار کرتے ہیں، اور کلیم پھلتی کے پاس جس کی کوئی سند بھی نہیں ہے۔

آج سے تقریبا ۳۰ سال پہلے وہ ندوہ میں پڑھنے کے لئے آئے تھے، لیکن پڑھنے میں جی نہ لگا یا کسی اور سبب سے انہوں نے تعلیم کا سلسلہ ترک کردیا، وہ ایک کاشتکار کی حیثیت سے اپنے کاموں میں لگے تھے، پھر غالبا ۱۰/۱۲ سال سے انہوں نے خوابوں کے بارے میں دعوے کرنے شروع کئے، حضور اکرم ﷺ کا خواب میں تشریف لانا اور پھر صحابہ وتابعین اور اولیاء وصالحین کے زیارت اور "مبشرات" کا سلسلہ شروع ہوا۔

اور انہوں نے ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ ان خوابوں اور مبشرات سے حضرت مولانا علی میاں مدظلہ اور دیگر بزرگان دین کو مطلع کرنا شروع کیا، اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بتانا شروع کیا، حضرت مولانا کے پاس خطوط کا ایک تانتا بندھ گیا، شاید ہی کوئی ہفتہ خوابوں اور بڑے بڑے مقامات کے تذکرہ پر مبنی مبشرات سے خالی گذرتا ہو، حضرت مولانا کچھ تو پھلت کی نسبت، کچھ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی نسبت اور کچھ ایک عام حسن ظن، اور بہت کچھ ان مبشرات ومقامات سے متاثر ہوئے، پھر انہوں نے اپنے علاقے میں تعلیمی ودعوتی کام کرنے کا منصوبہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیا اور اجازت

وخلافت کی ضرورت کا اظہار بھی کیا، حضرت مولانا نے ظاہری صلاح وجانفشانی اور نیک کام کے ارادوں کے قدر فرماتے ہوئے اجازت سے سرفراز فرمادیا۔

بس پھر کاروبار چمکتا گیا، مقامات اور مبشرات کا سلسلہ فزوں تر ہوگیا اور ان سے متاثر ہوکر بعض خطوط حضرت مولانا نے تاثر پر مبنی تحریر فرمادیئے، بعض خطوط انہوں نے تیار کرواکر حضرت مولانا کی طرف منسوب کردیئے، اس کاروبار کو بے انتہا کامیاب دیکھ کر پھر ایک نئی تکنیک اختیار کی، مختلف علاقوں سے فرضی ناموں کے ساتھ خطوط تیار کرنا شروع کئے جو حضرت مولانا کو اور دیگر حضرات کو اور بعض خود ان کو مخاطب کرکے لکھے گئے، جن میں یہ دکھایا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا گیا کہ آپ کلیم صدیقی سے اپنی محبت اور اعتماد کا اظہار فرمارہے ہیں اور ان سے استفادہ کی طرف متوجہ فرمارہے تھے، یہ سلسلہ صرف اندرون ملک منحصر نہ رہا بلکہ بیرون ملک تک ممتد ہوگیا، دوسری طرف حضرت مولانا سے ہریانہ وپنجاب کے مرتدین میں دعوتی کام، اور دینی، تعلیمی اور دعوتی مراکز کے قیام کے لئے وقتا فوقتا لمبی رقمیں لی گئیں، اور بعض عرب اہل خیر کے نام تعاون کے سلسلہ میں خطوط بھی لئے گئے، اور جن کے نام خطوط لئے گئے، ان کے نام مذکورہ بالا تکنیک کی بنیاد پر خطوط روانہ کئے گئے، جس سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ وہ حضور ﷺ کی طرف سے مامور ہیں، یہ سلسلہ بہت بڑے پیمانہ پر اور بہت تیزی کے ساتھ چلایا گیا، تاکہ جلد از جلد زیادہ سے زیادہ جگہوں سے رابطہ قائم ہوسکے اور زیادہ سے زیادہ رقومات جمع کی جاسکیں، ایک طرف اگر خطوط کا یہ سلسلہ چلایا جاتا رہا تو دوسری طرف مقامات، مکاشفات، وصایا اور مبشرات کا سلسلہ بھی زوروشور سے چلتا رہا۔

ذیل میں بعض خطوط دیئے جارہے ہیں جن سے جعلسازی اور ایک مکمل سازش کا ثبوت مل جائے گا:

ایک خط قبیلہ جہینہ کے ایک مدنی باشندہ عبدالرحمٰن جابر الحافظ الجہنی کی طرف

منسوب کیا گیا، خط کی رائٹنگ ظاہر ہی ہے، کہ کسی ہندوستانی کی ہے خط کی پیشانی پر داہنی طرف تاریخ دیکھئے، اور بائیں طرف گنجلک خط میں ''من مدینۃ الرسول'' پھر القاب کی عبارت پڑھئے، کیا کوئی عرب اس طرح کے القاب لکھ سکتا ہے؟

خط السلام علیکم کے بعد بغیر کسی دعا اور خیریت کی دریافت کے ایک دم سے شروع ہو جاتا ہے، عبارت سو فیصد عجمی، ہندی ہے جس کی ہر سطر جعلسازی کا اعلان کر رہی ہے، '' توطن آباؤنا واجدادنا المدينة من عهد رسول الله ﷺ'' عہد نبوی سے ہمارے آباؤ واجداد نے مدینہ منورہ کو وطن بنا لیا، تاریخی طور پر جھوٹ ہے، زمانہ جاہلیت سے یہ قبیلہ وہیں رہا ہے۔

''تاثرت به كثيرا'' خالصۃ اردو اسلوب ہے، بالأسف، هذا الضحك وهذه الحياة'' مضحکہ خیز اسلوب ہے، قاضی مدینہ عبداللہ محمود الرفاعی کا حوالہ آیا ہے، ان سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آپ سے کون عبدالرحمٰن الجہنی ملا تھا، حضور اکرم ﷺ نے خواب میں انہیں ہدایت کی کہ سماحۃ الشیخ ابی الحسن کے تلمیذ خاص کے پاس جاؤ، تو انہوں نے شیخ ندوی کو خط لکھا، شیخ ندوی نے اپنے تلمیذ خاص کا پتہ دیا، شیخ ندوی نے یہ خط دیکھا تو اس کو سراسر جھوٹ قرار دیا۔

خط میں ہے کہ رمضان کے بعد میں آپ کی خدمت میں آرہا ہوں خط ۱۴/۸/ ۱۴۱۳ھ کا ہے، بتایا جائے کہ کب وہ آئے اور پھر حضرت مولانا مدظلہ کے پاس بھی آئے یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟!

خط کے اخیر میں ''والسلام'' خالص ہندوستانی طریقہ ہے، دستخط اور خط کی عبارت کی رائٹنگ الگ الگ ہے، پھر پوسٹ بکس نمبر اور مدینہ منورہ انگریزی میں لکھا گیا ہے، جو عربی جانتے ہیں، ان کو تو اس میں ایک فیصد شبہ نہیں کہ یہ خط جعلی ہے، ہاں جو نہیں واقف ہیں ان کے لئے اتنے اشارے کافی ہیں۔

ایک خط ۱۴/۶/۱۴۱۳ھ کی تاریخ کا حامل ہے، حضرت عمر اعظم کے لقب سے مرسل

اِلیہ کو یاد کیا گیا ہے، خط لکھنے والی ایک خاتون ''ام عمارۃ'' دکھائی گئی ہیں جو ٹونک کی ہیں، پتہ ندارد، انہوں نے اللہ میاں کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں، کہاہاں، پھر خضر بھی سامنے آگئے، ان سے پوچھا کہ آج کل اللہ میاں کی سب سے لاڈلی کون ہے، گویا اللہ میاں ہر چند دن کے بعد کسی کو خاص لاڈ و پیار عطا کرتے ہیں، فرمایا ''منیرہ علویہ'' علویہ کا مفہوم بھی تحقیق طلب ہے، کیا اس کا باطنیت سے تو تعلق نہیں ہے؟! پھر جب پوچھا کہ وہ کون اور کس وجہ سے؟ تو بتایا کہ ہمارے محبوب کلیم شہید کی محبوب اہلیہ ہے، بہر حال تان کلیم شہید پر ٹوٹی!!! اور شہید سے پیشین گوئی بھی ہو گئی کہ موت شہادت کے ذریعہ ہوگی، اور پھر یہ بھی کہا کہ ''اس کے دسترخوان پر ہم نے اقطاب زمانہ کو جمع کر دیا، اب ذرا اقطاب زمانہ کا پتہ لگایا جائے کہ وہ کون کون ہیں جو اس کے دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

ایک خط ۱۵/۶/۱۴۱۴ھ کا ہے، جس میں خطاب ''مخدومی مکرمی حضرت اقدس دامت برکاتہم سے کیا گیا، یہ حضرت کون ہیں پتہ لگانا چاہئے، اس میں جمعیۃ شاہ ولی اللہ کے قیام کا تذکرہ ہے، اور پھر یہ ذکر ہے کہ چار سال میں تقریبا چالیس ہزار مرتدین، اور ہندوستان اور بیرون ہندوستان ہزاروں غیر مسلم عیسائی، ہندوؤں اور ہریجنوں کو جمعیۃ کے ذریعہ قبول اسلام کی توفیق ملی۔

ذرا اس اللہ کے بندہ سے یہ کہا جائے کہ افراد کے ناموں اور پتوں کی ایک لسٹ فراہم کر دی جائے، تا کہ ان کی تحقیق ہو سکے، ہر دعوی کو آخر بلا دلیل کیسے مان لیا جائے، ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا جائے کہ بیرون ہند کن کن ملکوں میں کام ہوا ہے، وہاں جمعیت کے ارکان کون ہیں، ان کے نام اور پتے ارسال فرمادیں، اور پنجاب اور ہریانہ میں جمعیت کے جن ارکان نے کام کیا ہے، براہ کرم ان کے نام اور پتے بھی شائع ہونے چاہئے، کیونکہ اگر اخفا کیا جاتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق خود حضرت کلیم صاحب تھے، لیکن

ان کا خوب چرچا پرچوں، رسالوں، خطوط وغیرہ کے ذریعہ ہو رہا ہے تو آخر جمعیت کے ارکان کے نام کے ساتھ اخفاء کا معاملہ کیوں؟؟!

ان کے نام، ان کے کام کے علاقے، اور مراکز کے نام اور پتے مفصل دے دیئے جائیں تاکہ دیگر کام کرنے والے حضرات ان سے رابطہ قائم کرسکیں اور مستفید ہوں!!!

یہ تو صرف دو تین خطوط کا سرسری تذکرہ ہے، جن جن حضرات کے پاس اس طرح کے خطوط ہیں، براہ کرم وہ بھی تحقیق کرلیں، کہ مرسل کون ہے، مرسل الیہ کون ہے، اور کیا یہ خط اس نے لکھا ہے، اور وہ خط کلیم صاحب کا ہے تو کیا اس میں کئے جانے والے دعوے صحیح ہوسکتے ہیں؟!

اس کے بعد آیئے زبانی دعووں کی طرف۔

مولانا سید حمزہ حسنی اور مولانا امتیاز احمد ندوہ گذشتہ سال یعنی ۱۴۱۳ھ کے حج میں کلیم صدیقی ساتھ تھے، دوران ایام حج کلیم صدیقی کے دعووں کا روزنامہ شائع ہوتا رہتا تھا، اور ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' کے مصداق وہ بندۂ خدا یہ بھی نہیں سوچتا کہ میرے بعض دعوے واقعات کی کسوٹی پر ایک سکنڈ نہیں ٹھہر سکتے، مولانا حمزہ حسنی اور مولانا امتیاز احمد راوی ہیں کہ ایک دن انہوں نے بتایا کہ کسی بزرگ کا جنازہ مسجد نبوی کے سامنے رکھا ہوا تھا، جنہوں نے انتقال سے پہلے وصیت کی تھی کہ ہندوستان سے ایک نوجوان شیخ آئے گا جس کا نام کلیم صدیقی ہوگا، وہی میری نماز جنازہ پڑھائے، انہوں نے یہ وصیت حضور ﷺ کی کسی بشارت کی بناء پر کی تھی، آخر جنازہ رکھا رہا، ان کی تلاش ہوتی رہی، یہاں تک ان سے اولیاء میت کی ملاقات ہوگئی اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا حمزہ حسنی اور مولانا امتیاز احمد ندوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ سخت حیرت میں تھے کہ ہم لوگ پانچوں وقت کی نماز مسجد نبوی میں پڑھتے ہیں، آخر انہوں نے کس وقت نماز پڑھائی!!! اب ذرا شاہ کلیم سے پوچھا جائے کہ اولیاء میت کے کیا نام ہیں، وہ کہاں رہتے

ہیں، کیا وہ لوگ آپ کو گھر نہیں لے گئے، آپ سے بیعت نہیں ہوئے، مسجد نبوی کے تمام ائمہ اور تمام منتظمین اور شہر مدینہ کے تمام باشندگان میں ایسے حیرت انگیز واقعہ کے بعد چرچا نہیں ہوا، اور اس کا علم بس شاہ کلیم ہی کو رہا جس کو انہوں نے مولانا امتیاز کے کان میں پھونک دیا، کاش کے اولیاء میت کا پتہ چل جاتا کہ ان کی خدمت میں حاضری دے کر کوئی اللہ کا بندہ صحیح معلومات حاصل کرلیتا۔

مولانا حمزہ حسنی اور مولانا امتیاز احمد ندوی بتاتے ہیں کہ ایک دن مدینہ منورہ میں بعد فجر آکر انہوں نے بتایا کہ میں امام حرم کے پیچھے صف اول میں نماز پڑھ رہا تھا، نماز بعد امام صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور سیدھے روضۂ اطہر پر لے گئے، جس وقت روضہ پر حاضری ہوئی حضور انور ﷺ کے اقدام مبارک باہر آگئے، جن کو شاہ کلیم نے بوسہ دیا جس سے ان کا منہ معطر ہوگیا۔

وہ امام حرم کون سے تھے، ان کا اسم گرامی ارشاد فرمایا جائے، وہ تو ضرور پھر شاہ کلیم کے بے انتہا معتقد ہوں گے، اور انہوں نے تمام ائمہ حرم اور اعیان مدینہ سے شاہ کلیم کو ملایا ہوگا، اور اس کا عوام میں نہ سہی خواص میں خوب چرچا ہوا ہوگا اور شاہ کلیم سے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کرنے بلکہ امامت حرم کے لئے کہا گیا ہوگا، شاہ کلیم اخفاء کیا کرتے تو یہ کہا جاسکتا کہ انہوں نے سختی سے انہیں اس کے اظہار سے منع کردیا ہوگا، لیکن مشکل تو یہ ہے کہ شاہ کلیم کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جس میں ایک نئی روایت مقامات بلند کی کسی نہ کسی معتقد سے یا جس کو معتقد بنانے کیلئے ڈورے ڈالنے ہوتے ہیں نہ بیان کرتے ہوں۔

اس تفصیل سے قارئین کو اندازہ ہو ہی گیا ہوگا کہ وہ کس کے حالات پڑھ رہے ہیں، درخواست یہی ہے جن حضرات کو اس طرح کی روایات پہونچی ہوں، یا باطنیت کے مرکز سے خطوط موصول ہوئے ہوں، وہ تحقیق ضرور کرلیں، بغیر تحقیق کے کسی بات کو تسلیم نہ کریں۔

رہ گئی حضرت مولانا مدظلہ کی طرف سے اجازت وخلافت، اور بعض تاثراتی خطوط تو یہ اس وقت کی بات تھی جب کہ یہ سازش عیاں نہ ہوسکی تھی، حضرت مولانا مدظلہ کے سامنے ایک بات یہ تھی کہ یہ پھلت کے ہیں، اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کے چشم وچراغ ہیں، جیسا کہ انہوں نے باور کرایا تھا، بظاہر صالح نوجوان ہیں، دعوتی جذبہ رکھتے ہیں، یہ سارے محرکات حسن ظن کے متقاضی تھے ہی، پھر مبشرات اور حالات اور مقامات کے تذکرہ نے بھی حسن ظن کے ماحول میں اثر ڈالا، حضرت مولانا مدظلہ نے ہمت افزائی اور کام کی تحریک کے لئے ''اجازت'' سے نواز دیا، اب جب کہ یہ حقائق سامنے آئے تو حضرت مولانا حیرت زدہ رہ گئے اور یہ فرمایا کہ مجھے ادھر کچھ مدت سے ان سے انشراح نہیں رہا تھا، میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی شخص جس کو اللہ اور رسول پر ایمان ہے ایسی جعلسازی کرسکتا ہے، یہ میرے قیاس وتصور میں نہیں آسکتا، میں اپنی لاتعلقی کو واضح کردوں گا۔

دھوکہ کس کو نہیں ہوا، حضورﷺ کو کیا قبیلہ عرینہ کے افراد نے دھوکہ نہیں دیا تھا، جنہوں نے مدینہ منورہ سے باہر حضورﷺ کے چرواہوں کو شہید کردیا اور ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے اور آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی تھیں، اور پھر حضورﷺ نے ان کو گرفتار کرکے ''الجزاء بجنس العمل'' کے ضابطہ کے مطابق ایسی ہی سزا دی۔

کیا رجیع اور بئر معونہ کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر جھوٹ نہیں بولا، اور کیا وہ دھوکہ سے دس صحابہ اور دوسری مرتبہ ستر صحابہ کو دعوت دین کے کام کے بہانہ سے اپنے علاقہ میں لے کر نہیں گئے اور ان کے ساتھ خون کی ہولی نہیں کھیلی تھی؟!

دھوکہ تو سب کو لگ سکتا ہے، لیکن اب حقائق کے سامنے آنے کے بعد حضرت مولانا نے بھی اپنی لاتعلقی کا اظہار فرمادیا ہے۔

دروغ گوئی اور جھوٹے خطوط کی ایک دو مثالیں اور سنتے چلیں:

۱- ۳/اپریل ۱۹۹۲ء کو پھلت کے اجلاس کے موقعہ پر چند خطوط اور پیغامات سنائے گئے، ان میں حضرت جی مولانا انعام الحسن کا بھی ایک خط تھا، ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ یہ پتہ چل چکا ہے کہ یہ خط اور غالباً دوسرے خطوط بھی پھلت میں تیار کئے گئے اور پھر ڈاکخانہ والے کو پیسے دے کر ان پر مہر لگوالی گئی، اور پڑھ کر سنادیئے گئے۔

۲- عبداللہ نومسلم جو جالنہ کا رہنے والا ہے جس کا نام پہلے رام دیو شرما تھا، اور اب سے تقریباً ایک سال پہلے حضرت مولانا مدظلہ کے ہاتھ پر رائے بریلی میں مسلمان ہوا تھا وہ چند دن کلیم صاحب کے پاس رہا، اس کا بیان ہے کہ ایک دن دیوبند کا ایک وفد آیا، تو کلیم صاحب مجھے تنہائی میں لے گئے اور کہا تم ان سے کہنا کہ میں مولانا کلیم کے ہاتھ پر اسلام لایا ہوں، اس نے یہ جھوٹ بولنا گوارا نہیں کیا اور اسے تعجب بھی بہت ہوا، پھر وہ ان کے پاس نہیں رہا، آج کل وہ لکھنؤ میں ہے اور یہ اس کا قسمیہ بیان ہے۔

۳- مالک رام کے خط کے بارے میں ایک شخص نے ان کے گھر والوں سے رجوع کرکے تحقیق کی تو یہ کہا گیا کہ خط جعلی ہے، ایسی کوئی بات انہوں نے نہ کہی نہ لکھی۔

ممکن ہے کہ کوئی الزام غلط بھی ہو غلط فہمی یا قلت تحقیق کی بناء پر ہو لیکن جو حقائق بالکل واضح اور روشن ہیں ان کے ہوتے ہوئے کیا عذر پیش کیا جاسکتا ہے؟!

اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه۔

ایک خط اور دریافت ہوا ہے، یہ خط حضرت مولانا دامت برکاتہم کو عبدالرحمٰن الصوفی الشامی نامی شخص کی طرف سے لکھا گیا ہے، جو فی الحال دمام میں مقیم ہیں، جیسا کہ کہا گیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ غلام علی کے سلسلہ کے کسی شیخ سے وہ بیعت ہیں، اور ان کے شیخ مدینہ منورہ میں رہتے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ وہ حضرت مولانا مدظلہ سے شیخ صالح حصین کے ساتھ مدینہ منورہ میں ملے ہیں، صالح حصین کا نام صالح حسین لکھا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ امریکی فوج کے کئی افراد ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، وہ لکھتے ہیں کہ ان کے شیخ احمد دباغ الشامی کے ساتھ ایک بڑا عجیب واقعہ پیش آیا، اور انہوں نے ہدایت فرمائی کہ میں آپ کو لکھوں۔

شیخ احمد کا کہنا ہے شیخ حماد عبدالحق کتانی شامی ''قیم الوقت'' تھے، میں نے ان سے معلوم کیا کہ ''قیم الوقت'' کسے کہتے ہیں، فرمایا کہ ''رئیس الأولیاء'' کو، میں اپنے شیخ کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ ابدال میں سے ہیں!؟ شیخ احمد نے فرمایا کہ وہ رمضان المبارک کی دسویں رات شب جمعہ کو سو رہے تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء کرام حرم شریف میں جمع ہیں اتنے میں رسول اکرم ﷺ ایک ہندی نوجوان کا ہاتھ پکڑے ہوئے نمودار ہوئے اور ہندی نوجوان حضور ﷺ کے قریب بیٹھ گیا، اب ''قیم الوقت'' کے تقرر کی گفتگو ہوئی، حضور ﷺ نے سید آدم بنوری اور حاجی امداداللہ وغیرہ ہندوستان کے کسی ولی کے تقرر کی بات کہی، شیخ احمد عباد یمنی نے دریافت کیا کہ حضور یہ عہدہ کس کو دیں گے، تو حضور ﷺ نے اس نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ ''قیم الوقت'' ہوگا، وہ نوجوان بے انتہا متواضع تھا، وہ حضور کے قدموں سے چمٹ گیا، اور کہنے لگا کہ میرے اندر اس منصب کی اہلیت کہاں ہے، اور میرے لئے ہندوستان کی مفارقت کس طرح ممکن ہے، یا میں اپنے شیخ سے کیسے جدا ہوں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: پھر جیسا تم چاہو، تم اپنے شیخ کو قیم بنا دو، تو اس نوجوان نے کہا کہ کیا انہیں ہندوستان سے ہجرت نہیں کرنا ہوگی۔ تو حضور نے فرمایا: نہیں نہیں، اس کے بغیر تو میں ایک لمحہ زندہ نہیں رہ سکتا،

کیا وہ ''قیم الدنیا'' سے کم تر درجہ ہو سکتا ہے، تو نوجوان نے کیا کہ پھر آپ ہی انتخاب فرمائیں، تو حضور ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہم مفتی محمود حسن کو مقرر کرتے ہیں، تو بعض ابدال نے ان کی طرف سے عذر پیش کیا، لیکن شیخ محمود کا تقرر ہو گیا، اس پر شیخ ابوالحسن مصری نے پوچھا، ایسا کیوں؟ اور اس نوجوان کا اس قدر اکرام کس لئے، تو حضور ﷺ نے اسکو گلے سے لگا کر فرمایا اس نوجوان سے زیادہ ہمیں کون محبوب ہو سکتا ہے، اور کون ہے جس کے اندر بشریت کی فکر اس نوجوان سے زیادہ ہو، وہ اللہ تعالی کے ہاں مقبول ہے، میں نے سمرقند و بخاری کو اس کی تمنا کی وجہ سے روس سے آزاد کرایا، اور الجزائر کا فیصلہ بھی اس کو خوش کرنے کیلئے ہوگا۔

عبدالرحمٰن صوفی کہتے ہیں کہ میرے شیخ نے کہا کہ مجلس کے تمام لوگوں کو اس کے بارے میں شک تھا، اور میں بے چین اور حیران تھا، کہ وہ نوجوان کون ہے؟

پھر دوسرے دن سحری کے بعد سویا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے واقف ہونا چاہتے ہو، اور فرمایا کہ وہ کلیم صدیقی ہے شیخ ابوالحسن ندوی کا خلیفہ۔

میرے شیخ نے کہا کہ میں خود خط نہیں لکھ سکتا، تم خط لکھ کر معلوم کرو، اور ان سے تحقیق کرو کہ کیا آپ شیخ کے خلیفہ ہیں؟ اور میری خوش آمدید اور سلام ان کو پہونچا دو۔

اخیر میں نامہ نگار حضرت مولانا کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ میں آپ کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں، آپ کی علمی میدان میں شہرت اظہر من الشمس ہے، عالم روحانی کے اس دلچسپ واقعہ کو سننے کے بعد آپ کے احترام میں اضافہ ہو گیا، بارک اللہ، میں آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں، اگر واقعہ ایسا ہی ہو جیسا میں نے دیکھا تو میرا سلام انہیں پہونچا دیں اور میری طرف سے دعوت دے دیں کہ وہ دمام تشریف لائیں، انشاء اللہ ہندوستان آؤں گا، تا کہ آپ کے تعلق کا شرف حاصل کر سکوں۔ والسلام علیکم

عبدالرحمٰن صوفی

ص-ب ۱۴۲۷-دمام

یہ خط بھی ایک نمونہ ہے جعل وفریب کا، جہاں تک خواب کی دنیا کا تعلق ہے تو تسویل الشیطان کے اثر سے نہ معلوم لوگ کیا کیا دیکھتے ہیں، خواب اچھا یا برا، حجت تو کسی حال میں نہیں ہے، نبی ورسول کی ذات اس سے مستثنی ہے۔

جہاں تک خوابوں کا تعلق ہے، ان کی خرافات کا کیا شکوہ، لیکن اس خط اور اس قسم کے خطوط میں ایک پہلو بہت ہی خطرناک ہے، اور اس کا تعلق بیداری کے عقیدہ، اور تصوردین سے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تصوف کی دو قسمیں ہیں، تصوف سنی اور تصوف بدعی، تصوف سنی کا خلاصہ اتباع شریعت ہے اور تمام اہل حق صوفیائے کرام ہمیشہ اتباع شریعت اور اتباع سنت کو تصوف کا لب لباب کہتے رہے، لیکن تصوف بدعی نے بہت سے اصطلاحات غیر اسلامی سرچشموں سے لے لیں، اور بہت سے تصورات گمراہ مسلم فرقوں سے اخذ کر لیئے، اور اس میں مشائخ واولیاء کو نہ صرف عصمت کا درجہ دیا گیا، بلکہ بسا اوقات انبیاء سے آگے بڑھادیا گیا۔

اس خط میں ''قیم الوقت'' کا جو تذکرہ آیا ہے، اور اسکا ترجمہ یا مطلب ''رئیس الاولیاء'' بتایا گیا ہے، آخر یہ اصطلاح کہاں سے آگئی؟ اس کی کیا شرعی دلیل ہے؟ قرآن پاک اور احادیث نبویہ میں تو ''قیوم اور قیم'' صرف اللہ تعالی کو بتایا گیا ہے، اب اس کی نسبت انسانوں کی طرف کرنے میں کیا کہیں مشرکانہ فلسفہ تو کارفرما نہیں ہے؟ اہل علم تحقیق کرکے بتائیں۔!!

پھر یہ کہ ''قیم'' کا تقرر حضورﷺ فرماتے ہیں:

کیا حضورﷺ کی سنت وسیرت سے کہیں ثابت ہے کہ آپ نے کسی کو ''قیم الوقت'' بنایا!؟ اگر نہیں تو قبر اطہر میں تشریف لے جانے کے بعد یہ کام آپ کو سونپ دیا گیا!! ایں چہ بوالعجبی است!

پھر آگے چلیئے اور دیکھئے کہ حضورﷺ فرمارہے ہیں: کہ میں نے بخاری اور سمرقند

کو آزاد کرادیا!! معرکہ بدر وحنین میں حضورﷺ نے اپنی قیادت میں کفار کو شکست دی تھی، پھر بھی کبھی یہ نہ فرمایا کہ میں نے ان کو شکست دی، بلکہ یہی فرمایا۔

"الحمد لله وحده أعز جنده، ونصر عبده وهزم الأحزاب وحده"

کہ تنہا اللہ تعالی نے ان کو شکست دی، اور قبر اطہر میں تشریف لے جانے کے بعد فرمانے لگے والعیاذ باللہ کہ میں نے بخاری وسمرقند کو آزاد کیا، اور وہ افغانستان کے لاکھوں شہداء کی بدولت نہیں، ایک جھوٹے مدعی کی تمنا کی بناء پر!! ایسی عقل پر کتنا ماتم کیا جائے! جو ایسی قلابازیاں سکھاتی ہو۔

بہرحال ''مشتے نمونہ از خروارے'' چند مثالیں اور پیش کی گئیں، پس دیوار ابھی اور کیا ہے، اللہ ہی جانتا ہے، مجھ جیسے ناسمجھ اور عامی کے لئے کو تو اتنی دلیلیں اور مثالیں کافی ہیں کلیم پھلتی کے جھوٹ اور جعلسازی کو ثابت کرنے کے لئے، لیکن کچھ ''خوش عقیدگی'' کے دیوانے اور ''تاویلات'' کے فرزانے مطمئن نہیں ہو پاتے تھے، کبھی انہیں خیال ہوتا کہ حضرت مولانا مدظلہ سے غلطی کیسے ہوسکتی ہے، ان کی فراست خطا کیسے کرسکتی ہے؟ تو ان سے تو بس اتنا عرض ہے کہ غلطی تو ابا حضور آدم علیہ السلام سے ہوئی اور وہ ان کی ذریت میں منتقل ہوئی۔

خطأ آدم وخطأت ذريته، (حدیث نبوی)

حضور اکرمﷺ کو منافقین اور بد باطن اور خبیث لوگوں نے دھوکے دئے، اور دھوکہ سے مسلمانوں کو زبردست نقصان پہونچائے گئے، تو پھر کسی ولی، یا پیرو بزرگ کے بارے میں یہ خیال کرنا کہاں جائز ہے کہ اس کی رائے ہمیشہ درست ہوتی ہے، ایسا ماننا اسکو نبی سے بلند ثابت کرنا ہے۔

خیر یہ تو باتیں دلائل اور شواہد کی تھیں، اب تو ان کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی، خود ان دعاوی کاذبہ کے مدعی نے اعتراف کرلیا کہ اس نے یہ جرائم کئے ہیں، اور اس کی اطلاع اپنے شیخ کو بھی ایک تفصیلی خط میں دے دی، اور مجھے بھی اپنے دو خطوں کے ذریعہ

اس سے مطلع کیا، اور توبہ کے لئے اس کا اظہار کیا کہ جن جن لوگوں کے ساتھ یہ فریب کاری کی گئی، ان سب کو لکھ کر میں مطلع کر رہا ہوں۔

شریعت وقانون کی نظر میں کسی مجرم کے اس اعتراف کو تسلیم کرلیا جاتا ہے، اور پھر جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے، توبہ کا معاملہ اللہ تعالی کے حوالہ، اسلامی حکومت اور نظام نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کسی حد یا تعزیر کی تو گنجائش نہیں ہے، لیکن فوجداری سے ہٹ کر دیوانی کیس میں جو سزا ہوسکتی ہو ملنی چاہئے، یا اہل مروت ورفق چاہیں تو معاف کردیں۔

دلچسپ بات یہ ہے، اس اعتراف جرم کے بعد بھی بعض ''خوش عقیدہ'' اور ''اولیاء'' کے معتقد، اعتراف کو مان لینے کی جرأت نہیں کر پارہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اعتراف تواضع اور انکساری میں کیا گیا ہے!!!

آخر کس شریعت، کس قانون، اخلاقیات کے کس نظام میں اعتراف جرم تواضع کہلاتا ہے؟! اسلامی نظام میں، تاریخ اسلامی میں، صلحاء اور اولیاء کی زندگی میں کہیں بھی کوئی ایک مثال اس کی ملتی ہے!؟

دین وعقل جب حجت نہ رہ جائیں تو خرافات تماشۂ خرابات اسی طرح دکھاتی ہیں!!

تواضع یہ ہے کہ آدمی بغیر کسی اشتعال اور تکبر کے کہے، کہ بھئی اللہ جانتا ہے میں ان الزامات سے بری ہوں، مسکنت اور عاجزی کے ساتھ اپنی برأت ظاہر کرے۔

اب جب وہ پوری صراحت کے ساتھ اقرار جرم کر رہا ہے اپنے شیخ کے سامنے، ہمارے سامنے، اور جن لوگوں سے ایسی باتیں کہیں یا ایسے خطوط دئے ان کے سامنے، پھر یہ کہہ دینا کہ شاید یہ تواضع اور خاکساری کا نتیجہ ہو، ایک عجیب مذاق، اور نظام شریعت کے ساتھ ایک حیرت انگیز تجاہل کا ثبوت ہے۔

پھر بھی اگر کسی کو اصرار ہی ہو، تو اس کے لئے اب یہ راستہ رہ جاتا ہے کہ وہ کلیم صدیقی سے پوچھے کہ آپ نے اقرار سچ کیا ہے، یا جھوٹ، اگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے

سچائی کے ساتھ اقرار کیا ہے، تو ان کا سابقہ جعل اور جھوٹ ثابت ہوجاتا ہے، اور اگر کہتے ہیں کہ میں نے اقرار میں جھوٹ بولا ہے، تو بھی ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔

مسئلہ کا تعلق اگر دین سے، لوگوں کی غلط طور پر خوش عقیدگی، اور تحریف کے خطرات سے نہ ہوتا تو میں اپنا وقت اس کام میں ضائع نہ کرتا، لیکن معاملہ دین کا ہے، حضور ﷺ کی طرف نسبت کا ہے، ہمارے بزرگوں کے استحصال کا ہے، اسلئے کرہاً اور اضطراراً یہ سطور لکھنا پڑیں۔

سلمان الحسینی ندوی

۲/اگست ۱۹۹۴ء

میری یہ تحریر ۲/اگست ۱۹۹۴ء کی ہے میں نے اس تحریر میں ان کے جس خط کا حوالہ دیا ہے، جس میں انہوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کرلیا ہے، اسے بھی پڑھ لیں۔

میں نے کلیم پھلتی کے نام جو خط تحریر کیا تھا، اس کے جواب میں ۱۳ر محرم ۱۴۱۵ھ کا لکھا ہوا کلیم صاحب کا یہ خط مجھے موصول ہوا، جس میں جرائم کا اعتراف کرلیا گیا۔

کلیم صدیقی کے اعترافات جرم پر مبنی خطوط سلمان ندوی کے نام

باسمہ تعالی

۱۳/۱/۱۴۱۵ھ

محسن ومحترم جناب مولانا سلمان صاحب زادت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک عریضہ مولانا عبید اللہ بھٹکلی کے ہاتھ خدمت عالیہ میں بھیجا تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ آنجناب نے اس ناکارہ کی مکاری، فراڈ اور دھوکہ بازی پر گواہی کے لئے مولانا وصی صاحب کو بلایا ہے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ فضول ان کو تکلیف نہ دیں، گواہ کی ضرورت جب پڑے جب مجرم صفائی پیش کرے اور جرم کا اقرار نہ کرے، مجھے ان تمام جرائم کا بالکلیہ اقرار ہے، واقعی بڑی غلطی ہوئی، آنجناب جو سزا تجویز فرمائیں منظور ہے، جہاں گواہی کی ضرورت ہو میرا یہ عریضہ اور اقرار دکھا دیجئے، میں آپ کے احسان کا بے حد مشکور ہوں کہ میری اصلاح فرمائی کے لئے بات بڑوں کے سامنے کی، اللہ تعالی آنجناب کی عمر دراز فرمائے، اور نظر بد اور ہر شر وفتنہ سے بچا کر آنجناب سے امت کی اصلاح کا کام لے، آپ کو جو تکلیف پہونچی دوبارہ معافی کا بھی خواستگار ہوں، اور جو بھی سزا ارشاد فرمائیں بسروچشم منظور ہے۔

والسلام

آپ کا ممنون

کلیم صدیقی

باسمہ تعالی

۲۸ر جون ۱۴۱۵ھ

محسن ومحترم جناب مولانا صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آنجناب بعافیت ہوں۔

میں نے خدا گواہ ہے بغیر کسی غصہ کے بہت سنجیدگی سے غور کے بعد آپ کو پہلے مولوی عبید اللہ بھٹکلی کے ہاتھ اور پھر حافظ ادریس کے ہاتھ عریضہ ارسال خدمت کیا تھا، الحمدللہ آنجناب کی خاندانی سیادت، حضرت مولانا مدظلہ العالی سے خاندانی اور علمی اور فکری تعلق اور خود آنجناب کی دینی، علمی شخصیت کا دل سے قدردان ہوں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور معذرت خواہ ہوں، سچ بات یہ ہے کہ ڈیڑھ دو سال سے بعض حالات خصوصا علاقائی، کثرت تعلقات، آنے والے اور ملنے والے لوگوں کے حق ادا نہ کرسکنے، دراصل موت کے خوف سے دل سب کاموں سے اچاٹ ہے، اور یقین سے عرض کررہا ہوں بالکل منہ چھپا کر کبھی غائب ہوجانے کو اندر سے دل چاہتا ہے، اس کی صداقت کے لئے حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں لکھے گئے ان خطوط کے بارے میں حضرت مولانا مدظلہ سے آپ معلوم کرسکتے ہیں جن میں چار بار اس کی اجازت طلب کی ہے، اس مرتبہ حرمین شریفین حاضری سے قبل اس بات کا سخت تقاضہ ہوا، اور وہاں بھی اس کے لئے بہت دعائیں کیں، آنے کے بعد اس کا تقاضہ بڑھتا گیا، دل میں یہ خیال آتا تھا کہ یہ خبیث دین کے کام کا بالکل اہل نہیں، کام کرنے والے اکثر احباب سے کہہ بھی دیا کہ آپ اپنے اپنے طور پر جو چاہے کام کیجئے مجھے تو کھیتی کرنے تقاضہ ہے، حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں بہت ہی عاجزانہ اجازت طلب کی، حضرت والا نے اجازت مرحمت نہ فرمائی، دل میں خیال آیا کہ شاید درخواست مناسب طریقہ پر پیش نہ کی جاسکی، ادھر آنجناب کی ناراضگی کی اطلاع ملی تو اور بھی تقاضہ

بڑھا، پھلت پہونچ کران حالات کا علم ہوا، تو خیال ہوا کہ رب کریم نے آسان فرمادیا۔

محسن! اللہ تعالیٰ آنجناب کی عمر دراز فرمائے اور آنجناب کو نظر بد اور ہر شر سے محفوظ فرمائے بالکل سچ عرض کرتا ہوں کہ اگر آنجناب کی کوششوں سے یہ ناکارہ اس لائق ہوجائے کہ منھ دکھانے کے لائق نہ رہے اور کہیں منھ چھپا کر معمولی روزگار کھیتی وغیرہ کر کے زندگی کے بقیہ سانس گذارنے کا موقع مل جائے تو آپکے لئے مرتے دم تک دعائیں کروں گا اور آپ کا بہت ہی احسان مانوں گا، جو دونوں عریضے میں نے لکھے ہیں وہ کسی جذبات میں نہیں لکھے تھے، اور حضرت مولانا مدظلہ العالی کو بھی کیا میں غصہ میں نعوذ باللہ خط لکھ سکتا تھا، جہاں تک مولانا وصی صاحب کو نہ بھیجنے کا تعلق ہے یہ بات عرض ہے کہ ان کو کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں روکا گیا، بس بات وہ تھی کہ اب گواہی کی کیا ضرورت ہے، وہ خود بھی گھبرا رہے تھے، جب چاہے آپ ان کو بلالیں بھیجا جاسکتا ہے۔

ارمغان دعوت کے دعاوی کی بات کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ آنجناب نے صرف ایک بات خاص طور پر لکھی تھی کہ تحدیث بالنعمۃ ہر جگہ نہیں ہوا کرتی اور میں تفصیل سے خود کلیم کو خط لکھوں گا، خط کا آج تک انتظار ہے اس کے علاوہ متعدد لوگوں کے خطوط کی بات مولانا وصی صاحب سے معلوم کیجئے اور کسی نے بھی اس ناکارہ کو نہیں لکھا۔

لکھنؤ حاضری پر میرے نہ ملنے کی بات کے سلسلے میں عرض ہے کہ میں کئی مرتبہ آنجناب سے عرض کر چکا ہوں کہ مجھے آنجناب سے بہت محبت ہے، اور الحمد للہ ثم الحمد للہ اور لوجہ اللہ ہے، آنجناب کے ساتھ یہ محبت کا تعلق ہی مجھے اکثر سفر و حضر میں آنجناب سے ایسی بے تکلفی -- جس میں ادب بھی ملحوظ نہیں رہتا - کرنے پر مجبور کر دیتی تھی، جس کا بعد میں احساس بھی ہوتا تھا اور الحمد للہ استغفار کی توفیق بھی ہوتی تھی، آنجناب نے بھی کبھی احساس نہ ہونے دیا کہ فرق مراتب کا احساس ہوتا ورنہ کہاں آنجناب اور کہاں یہ آخری درجہ میں نا اہل اور گنوار و جاہل، میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ آنجناب مجھ سے ناراض اسطرح ہوسکتے

ہیں، اور یقین کیجئے نہایت بزدل آدمی ہوں، بالکل ہمت نہ ہوئی، اور یوں بھی ضابطہ سے مجرم منھ چھپایا کرتا ہے، وقف بورڈ کا کام تھا، جو ضروری تھا، رات میں جانا تھا، ندوے میں چھٹی ہوچکی تھی اس لئے نہ مل سکا، مگر تلافی کے لئے عریضہ مولوی عبید اللہ صاحب کو دے دیا تھا۔

حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خلافت سلب کرنے کا جہاں تک معاملہ ہے کہ یہ خبیث حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خلافت تو بہت اونچی چیز ہے سو سال تک مرید ہونے کا اہل بھی نہیں ہوسکتا، آپ جتنا برا اور خبیث مجھے خیال فرما سکتے ہیں اس سے سیکڑوں گنا ذلیل، مکار، کم ظرف آپکا یہ گناہ گار خادم حقیقت میں ہے، کسی کی طرف سے اگر آخری درجہ میں بھی ذلیل کیا جائے پھر بھی اس کمینے کی عزت ہے۔

جہاں تک دبئی وغیرہ تک بات کی وضاحت کی بات ہے اور وہاں ذرائع کے بند کرانے کی بات ہے تو یہ ناکارہ کسی طرح سب کام بند کر دینے کے بہانے کی تلاش میں ہے اور اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے میرے محسن والد محترم کو کہ ہم جیسے کاہلوں کے لئے روزگار کی زحمت سے بے نیاز فرما کر چلے گئے، لہذا وہاں سے ذرائع بند کرانے میں بھی آپ کا احسان ہوگا۔

ان خطوط سے حضرت مولانا مدظلہ العالی کی بدنامی کا تو اس سلسلہ کی تلافی کے لئے ہر ممکن کوشش کو تیار ہوں بلکہ شروع کر دی ہے، آپ نے حافظ ادریس صاحب سے فرمایا ہے کہ اگر ان کو اقرار ہے تو ان سب لوگوں کو ان کے جعلی ہونے اور دھوکہ دہی کا اقرار کریں، الحمد للہ جن لوگوں تک رسائی ہوئی سب کے پاس خط ڈال دیئے، اب نشاط بھائی اور چند لوگ باقی ہیں اور ان لوگوں سے دستخط بھی لئے ہیں تاکہ آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں، آپ بھی ان لوگوں کی فہرست دیدیں جن تک وہ پہونچے ہیں اور مجھے علم نہیں یا یاد نہیں۔

آنجناب اگر حکم فرمائیں اور بہتر سمجھیں تو بذریعہ اشتہار بھی شائع کر سکتا ہوں کہ ہر خاص و عام تک اطلاع ہوجائے۔

حمزہ بھائی امتیاز بھائی سے مدینہ منورہ کی باتوں کے بارے میں عرض ہے کہ

میرے لکھنے کی کیا ضرورت ہے، الحمدللہ اپنی بات سے زیادہ مجھے ان دونوں پر اعتماد ہے، وہ جو باتیں بتا رہے ہیں وہ بالکل سچ کہتے ہیں، میں نے واقعی وہ باتیں ان سے کہیں وہ سب باتیں غلط اور جھوٹ تھیں، ان کی خدمت میں بھی معذرت نامہ بھیج رہا ہوں۔

جہاں تک میری اہلیہ اور عزیزوں کے مجھ سے ناراض رہنے کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں شاید آپ کو غلط اطلاعات ملی ہیں، ان کے حقوق میں ظاہر ہے کہ اس ڈھونگ کی وجہ سے کمی ہو رہی ہے مگر اللہ ان کو سلامت رکھے وہ پھر بھی قدر کرتے ہیں۔

اس ناکارہ کے شاہ ولی اللہؒ کے خاندان سے تعلق کے بارے میں عرض ہے کہ آنجناب تو بڑے عالم ہیں، کلیم صدیقی سے یہ ناکارہ معروف ہے اور شاہ ولی اللہ کا فاروقی ہونا ساری دنیا جانتی ہے، آج تک شاید میں نے کسی سے عرض کیا ہو، شاہ ولی اللہ کے خاندان سے ہوں، آنجناب جب پہلی مرتبہ پھلت تشریف لائے تھے اور اس کے بعد بھی شاید ایک اور مرتبہ موئے مبارک کی زیارت کے وقت آپ سے بھی عرض کیا تھا کہ جن لوگوں کے یہاں موئے مبارک ہے یہ شاہ محمد عاشقؒ کی اولاد سے ہیں، البتہ پورا پھلت قاضی یوسف کی اولاد میں سے ہے اور ایک دوسرے سے ہمیشہ رشتہ داریاں بھی ہوتی رہیں اور یہ خاندان ہی شاہ صاحب کی ننھیال ہے اگرچہ اس کی بھی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔

بہت سی چیزوں کا مسئلہ تو ہم لوگ اپنی کم عقلوں کے مطابق سوچتے ہیں، ہم نے سوچا کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی کا پھر نہ جانے کب آنا ہو، اور جگہوں پر لوگوں کے جگہ کے وقف کرنے کا معاملہ تھا کہ بنیاد رکھی جائے تو بات پکی ہو جائے گی کبھی بعد میں پھسل جائیں اس لئے بنیادیں رکھوادیں، بورڈ لگوادیئے کسی نے پہلے سے مشورہ دیا نہیں، باقی ریا کے مسئلہ کا تو آپ اگرچہ میرے شیخ نہیں کہ اپنے امراض آپ پر ظاہر کروں، حق بات یہ ہے کہ ایک زمانے تک اخلاص سے کسی کام کی توفیق کے لئے بہت کوشش کی، ہمت ہار کر خیال ہی چھوڑ دیا کہ اب ایسے نالائق سے کوئی کام اخلاص سے نہیں ہوسکتا۔

جہاں تک غیر مسلم اور مرتدین کے ملک اور بیرون ملک اسلام قبول کرنے کی بات ہے اور ان کے دعاوی کی بات ہے، مجھے اقرار ہے کہ وہ جھوٹے ہیں، اس لئے فہرست کہاں سے پیش کروں، ارمغان کی پہلی اشاعت کے بعد اگر آپ فرمادیتے تو اگلی اشاعت واقع نہ ہوتی، اور اب انشاء اللہ اس کی تلافی بھی اشاعت کے ذریعہ ہی کی جائے گی، البتہ ایک بات آپ سے چھوٹی منھ بڑی بات، بہت معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ دنیا کے کسی کونے میں آنجناب اسلام کی دعوت کے لئے ﴿لعلك باخع نفسك ان لا يكونوا مؤمنين﴾ اور ﴿ما اسئلكم من اجر﴾ کے ساتھ اپنی قرآن وسیرت پر گہری نظر اور کمال کی صلاحیتوں کے ساتھ تحریک شروع فرما کر دیکھیں کہ اس کام کے لئے کیسی فضا ہموار ہے۔

ان تمام گذارشات کا مطلب واللہ ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ اس ناکارہ کے دھوکے بازیوں سے ندوہ اور ارباب ندوہ خصوصاً حضرت مولانا مدظلہ العالی کی جو بدنامی اور دین کا جو نقصان ہو رہا ہے آپ اس کی تلافی کے لئے پول کھولنے اور بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ سے نکالنے کی کوشش چھوڑ دیں اور مجھے اس پریشانی یا مخالفت سے نجات ملے، دوبارہ التماس ہے کہ اگر آنجناب کی مساعی سے اس ناکارہ، دھوکہ باز کی قلعی کھول کر اس کا ایسا منھ کالا ہو کہ کہیں بالکل چھپ کر اس کو زندگی گذارنا پڑے تو انشاء اللہ مرتے دم تک آنجناب کا احسان نہ بھولے گا، ایک مسئلہ میں مزید ندامت ہے کہ آپکا وقت، قوت، اور صلاحیت قوم کی امانت تھی اس ناکارہ کی دھوکہ بازیوں کی وجہ سے کتنا حصہ اس کام کی نذر ہو جائے گا، کاش......!

مبشرات اور مقامات سے دین کو نقصان پہونچنے کی بات آنجناب کاش پہلے سے فرمادیتے تو اچھا رہتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین اور علم سے بے بہرہ ایک دنیادار جب دین کا لبادہ

اوڑھ کر دین کا ڈھونگ یا شور مچائے گا تو دین کو نقصان پہونچانے کے علاوہ کیا کرے گا۔

آنجناب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ کسی طرح ایمان اس ناکارہ کو نصیب فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

والسلام

محتاج دعا

بدترین مگر آپ کا

کلیم صدیقی

باسمہ تعالیٰ

۷/ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

مخدوم گرامی قدر زید احترامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شوال میں ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا جس میں پھلت تشریف آوری کی درخواست کی گئی تھی یہ بھی عرض کیا تھا کہ پھلت اس سیاہ کار کی نہیں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی بستی ہے۔

جس کا آپ پر حق ہے، اس حقیر کی طرف سے ابھی بھی اگر آنجناب کے قلب مبارک میں انقباض ہے تو یہ ناکارہ اس وقت پھلت میں نہیں رہے گا، میرے محسن میں نے اس عریضے سے قبل مولوی محمود صاحب کی معرفت بھی یہ بات عرض کی تھی کہ جب مولوی ظریف ندوی صاحب کے یہ فرمانے پر کہ آئندہ احتیاط رکھیں گے آپ کا دل صاف اور شکایت ختم ہوسکتی ہے، تو اس گنوار کے تحریری طور پر معافی اور دعوے کے کہ جس بات کو آنجناب غلط فرمائیں گے نہیں کریں گے، تو پھر آپ کا دل صاف کیوں نہیں ہوا، حالانکہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ ان حالات کے بعد اس ناکارہ نے اپنے حالات اور خواب وغیرہ کے تذکرے میں حضرت مولانا مدظلہ العالی سے بھی احتیاط کی ہے، قریبی زمانے میں ادھر کا سفر ہونے والا ہے، ایک شب کے لئے پھلت ضرور تشریف لائیں، آپ اگر ابھی ناراض ہیں تو پھلت میں آپ ضرور مدرسے تشریف لائیں۔

اس ناکارہ کی اصلاح کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام

محتاج دعا

کلیم صدیقی

باسمہ تعالیٰ

۳؍صفر المظفر ۱۹۷۳ء

محترم و مکرم زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج مبارک بخیر ہوں۔

بہت زمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے موقع دیا کہ اچھے سامعین کے سامنے آپ کا خطاب سنا، اس حقیر کو یاد ہے کہ کسی عصری علوم کے جاننے والے اور غیر ندوی خواص میں آپ کی تقریر سنی ہو۔ اس حقیر کو ندوہ کے خدام ہونے پر فخر نہ ہوا ہو، اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہر پڑھا لکھا آدمی عش عش کرتا رہا، الحمد للہ علی ذلک، البتہ اس حقیر کو ایک پریشانی ہوئی کہ دوران تقریر بعض آیات کا صرف ترجمہ اور مفہوم آنجناب نے بیان فرمایا جو پہلے معمول نہیں تھا، آیات کا استشہاد جو آپ کی تقریر کا امتیاز تھا اس میں قدرے کمی محسوس کی، خدا نہ کرے خدا نہ کرے آپ یاد داشت میں کمی محسوس فرماتے ہیں، یا اتفاقاً ایسا ہوا۔

مخدومی آنجناب نے بہت سے لوگوں سے یہ بات فرمائی کہ ہمارا اختلاف ذاتی نہیں بلکہ دینی ہے، مولانا ظریف صاحب نے کچھ غلطی کی تھی پھر انہوں نے صاف معذرت کر دی ہمارا دل صاف ہو گیا۔

اس حقیر کا ایمان ہے کہ آپ کا غصہ اور مخالفت صد فیصد دینی اور حسینی ہے، اس حقیر نے بھی معذرت کی اور آپ کو روایت پہونچی؟ اس حقیر نے آخری درجہ میں احتیاط برتی ہے، اس کے باوجود آنجناب کی عنایت اس چودہ سو سالہ خاندانی خادم کی طرف نہیں ہو پاتی ہے، اب سفید بالوں میں یہ حقیر قبر کے گڑھے کی طرف جا رہا ہے، مرتے مرتے تو

آدمی سرکش سے سرکش آدمی کو معاف کر کے اس کے لئے دعا کرتا ہے، خدا کے لئے اپنا دل صاف فرما کر اس حقیر کو حکم فرمائیے آپ کو راضی کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا ہے، جو میں کر سکتا ہوں، زندگی کا ہر دن آخری دن لگتا ہے، یہی خواہش ہے کہ موت سے پہلے اول فرصت میں آنجناب کو خوش خوش اپنے غریب خانے پر پھلت میں دیکھے، آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر آپ کی حسینی سیادت کے صدقے میں معاف فرما کر کوئی تاریخ پھلت کے لئے دینے کی درخواست ہے، آپ پھلت آ کر جو حکم دیں گے یا اس سے پہلے جو بھی شرط لگائیں اس حقیر کو بسر و چشم منظور ہے۔

براہ امید یہ کاسہ بشکل عریضہ آپ کے حسینی در سخاوت میں ارسال کر رہا ہوں، امید ہے خدا کے واسطے خالی نہ لوٹائیں گے، بہت بے چینی سے جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام

حد درجہ محتاج عنایت

آپ کا پرانا نا ہنجار خادم

محمد کلیم صدیقی

باسمہ تعالیٰ

۱۵/۴/۱۴۲۱ھ

مخدوم گرامی محسن ومحترم زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج مبارک بخیر ہوں۔

ایک زمانے سے خدمت عالیہ میں عریضہ لکھنے کا تقاضہ تھا اور درخواست یہ تھی کہ آنجناب جب جانسٹھ، منصور پور تشریف لائے تھے تو ہمارے مہتمم صاحب مولانا محمد طاہر صاحب سے مختصر ملاقات میں جناب والا نے یہ فرمایا تھا کہ اب اور باتیں تو سب ختم ہوگئیں، صرف مدارس کی فہرست چاہئے اس کی تفصیلات لکھ کر بھیجدیں، اس سلسلے میں یہ درخواست ہے کہ مدارس کی فہرست لکھنے سے کیا مسئلہ حل ہوگا، میرے محسن اس گھسیارے کو اپنی نااہلی کا اعتراف بلکہ یقین ہے، اگر آنجناب کچھ وقتی طور پر اصلاح فرمادیں گے تو پھر دوبارہ اس طرح کی غلطیاں ہونگی، اس کا علاج یہ ہے کہ آپ برائے کرم جو بھی نام کے لئے ادارے چل رہے ہیں ان کو جمعیت شباب اسلام یا اپنے کسی معتمد کی تحویل میں چلوائیں، اگر آنجناب یہ درخواست قبول فرمالیں گے تو انشاء اللہ تازندگی آپ کا ممنون رہونگا روزانہ دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کر آنجناب کی بلندی درجات اور عمر درازی کے لئے مزید دعائیں کرونگا، اور انشاء اللہ آئندہ کسی کے سامنے مدرسوں کی فہرست پیش کرنے کا تصور بھی نہیں رہے گا۔

آپ کے کریمانہ اخلاق سے امید ہے کہ اس عاجزانہ درخواست کو ضرور شرف قبولیت سے نوازیں گے، بہت امید کے ساتھ یہ عریضہ تحریر خدمت کررہا ہوں، امید ہے مایوس نہ فرمائیں گے۔

مخدومی! اس درخواست کی اس علاقے میں سلیقے سے کام جاری ہونے کے علاوہ

اسلئے بھی ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ میں آنجناب کے وجود بابرکات اور ایک عبقری کی صلاحیتوں کو ملت کی ایک بڑی ضرورت اور امانت سمجھتا ہوں، اور آپ کے مقام کو ان سے بہت ارفع سمجھتا ہوں کہ آپ کا وقت اور صلاحیت اس گھسیارے کی نااہلی کی نذر ہو، میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہ قضیہ اب ہر قیمت پر حل ہوجائے، خدا کے واسطے اس درخواست کو قبول فرمالیں، میں حکم کی تعمیل میں ضرور فہرست بھیج دیتا۔مگر وہ فہرست پھر فراڈ پر مبنی ہوگی اور اگر فہرست آپ کی مرضی کے مطابق بھی ہوتی تو اس نااہل سے پھر غلطی ہوتی، اس لئے مجھے صرف اور صرف یہ ہی حل لگتا ہے، مجھے آپ کسی جگہ جھاڑو دینے کا حکم فرمائیں گے تو میں حاضر رہوں گا، میرا دل تو کھیتی کرنے کو چاہتا ہے۔

والسلام

محتاج دعا

محمد کلیم صدیقی

۱۵رشوال المکرم ۱۴۲۲ھ

حبیبی المحترم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بصد خلوص واحترام، خدمت عالیہ میں یہ عرض ہے ایک زمانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری اور نیاز حاصل کر کے اس حقیر کا دل بھر بھر آیا، دل چاہتا تھا کہ گلے مل کر خوب دل ہلکا کرو۔

میرے محسن یہ حقیر جناب والا کے خانوادہ سیادت سے چودہ سوسالہ خادمانہ وفاداری کو اپنا قابل فخر سرمایہ سمجھتا ہے، جناب والا نے ایک گنوار کو اس درجہ منھ لگا کر دھتکار دیا، مجھے یاد آرہا ہے کہ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ نے ایک بار اس حقیر کو اہتمام سے بلا کر یہ فرمایا تھا کہ ہمارے خاندان کی یہ روایت رہی ہے کہ ہم کسی سے منافقانہ تعلق نہیں رکھتے اور جن لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں تو پھر وہ تعلق کم نہیں ہوتا۔

محسن! جوتے پر بھی نجاست لگتی ہے یا کوئی کمی آتی ہے تو ایک دو بار صاف کر کے اور کمی کو ٹھیک کر کے قدموں سے چمٹے رہنے کا موقع دیا جاتا ہے، جناب والا نے ساری گندگیوں کے باوجود پہلے تو اس حقیر کو اس قدر منھ لگایا اور پھر ایسا راندۂ درگاہ کیا کہ اپیل کا حق بھی نہ دیا، مرے مخدوم! لاکھ خباثتوں کے باوجود صدیقی وفاداری کا کوئی حبہ تورگوں میں ضرور ہے، اللہ تعالی دونوں جہاں میں جناب والا اور جناب والا کی نسلوں کو آفتاب کی طرح روشن رکھے، یہ اگر گندہ ہے تو اس کو پاک کرنا بھی تو آپ کی ہی ذمہ داری تھی۔

خدا کے واسطے ایک بار پھلت کا موقع ضرور دیں، ہمارے یہاں ہر ماہ کی آخری جمعرات کو اصلاح معاشرہ کے عناوین سے گذشتہ سال سے جلسے کا اہتمام ہو رہا ہے، آنجناب

کسی بھی جمعرات کا وقت متعین فرما کر مشکور فرمائیں، یہاں تشریف لا کر اس حقیر کی خباثتوں کی اصلاح کے لئے وعظ فرمائیں، یا ابھی اگر قلب مبارک پر تکدر ہو اور اس حقیر کی موجودگی میں پھلت تشریف آوری پر طبیعت آمادہ نہ ہو تو یہ حقیر اس روز پھلت سے باہر جانے کو تیار ہے، مگر خدا کے لئے درخواست کو رد نہ فرمائیں، کہ سائل کا اگر آپ کے یہاں حق نہیں تو پھر کہاں ہوگا۔

والسلام

محتاج دعا

منتظر کرم

گندہ مگر آپ کا اپنا

کلیم عفی عنہ

خلاصۂ کلام

یہ وہ خط تھا، جس کے بعد میں نے کلیم پھلتی صاحب کو خط لکھا، اور ان سے کہا کہ وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء آئیں، تاکہ دیگر ذمہ داروں کی موجودگی میں بات ہو، اور تجدید عہد ہو، انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا، اور ۱۷/ربیع الثانی ۱۴۳۲ء مطابق ۲۳/مارچ ۲۰۱۱ء کی صبح وہ ہمارے دفتر کلیۃ الدعوۃ میں حاضر ہوئے، میں نے مولانا عبداللہ حسنی، مولانا عبدالعزیز بھٹکلی اور مولانا عاصم ندوی وغیرہ کو بھی بلالیا، کچھ دیر ان سے گفتگو کے بعد میں نے معاہدہ کی تحریر ان کے سامنے رکھی، کہ اگر ان کو اس سے اتفاق ہے تو اس پر دستخط کردیں، انہوں نے اور دیگر موجود حضرات نے دستخط کئے، اس مجلس کو ریکارڈ کیا گیا، پھر میں نے ان سے کہا کہ معاملہ آپ کا ہے اس لئے آپ ہی مجلس کے اختتام پر دعا کریں، انہوں نے رو رو کر دعا کی، اور توبہ وانابت کے ماحول میں مجلس کا اختتام ہوا۔

یہ ساری روداد اس لئے اب شائع کی جارہی ہے کہ حقائق بالکل آشکارا ہوجائیں، پچھلے دعووں کی بنیاد پر کوئی شخص بھی اپنے تاثر کی عمارت نہ کھڑی کرے۔

معاہدہ کی تاریخ کے بعد کیا نئے کام ہورہے ہیں، ہر صاحب شعور کو چاہئے کہ ان کو دیکھے اور ان کا جائزہ لے، اور اگر معاہدہ سے ہٹ کر کوئی عمل ہورہا ہو تو ہمیں مطلع کرے، اور انہیں متنبہ کرے، امید ہے کہ ''کلکم راع'' اور ''کلکم مسئول عن رعیتہ'' اور ''الدین النصیحۃ'' پر عمل کرتے ہوئے، صحیح موقف اختیار کیا جائے گا۔

سلمان حسینی
۲۳/صفر ۱۴۳۴ھ
۵/جنوری ۲۰۱۳ء

آج بتاریخ ۱۷/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳/مارچ ۲۰۱۱ء

جناب کلیم صاحب پھلتی کے ساتھ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں میٹنگ ہوئی، میں نے ان کے متعلق ۷/محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کی تاریخ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ایک تفصیلی رپورٹ کے ذریعہ مطلع کیا تھا کہ کلیم صاحب جھوٹے خطوط، خوابات اور دعاوی کے ساتھ جو کام کررہے ہیں وہ ان کی طرف منسوب ہوکر بدنامی کا ذریعہ بن رہا ہے، جس پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ افسوسناک حیرت میں پڑ گئے تھے اور یہ فرمادیا تھا کہ اب میں محتاط رہوں گا۔

اس کے بعد جناب کلیم صاحب پھلتی نے میرے نام اپنے خطوط میں اس کا اعتراف کیا تھا کہ یہ سب جھوٹ وافتراء تھا، اور وہ اس کی تلافی کے لئے تیار ہیں، لیکن میری معلومات میں عملاً ایسا نہیں ہوا تھا۔

اب آج کی میٹنگ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ سابقہ تمام دعاوی، جعلی خطوط اور جھوٹی باتوں سے مکمل دستبرداری اور تبری کے ساتھ صحیح شرعی بنیادوں، صداقت اور حقائق پر مبنی تعلیمی ودعوتی کام ہوگا، اور ہم سب تعاون علی البر والتقوی اور عدم تعاون علی الاثم والعدوان کے اصول کے مطابق کام کریں گے، انشاءاللہ۔

وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت وإلیہ انیب

کتبہ
سلمان الحسینی

بتاریخ ۱۷/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۳/مارچ ۲۰۱۱ء

دستخط حاضرین

دستخط سلمان الحسینی
دستخط مولانا عبداللہ حسنی
دستخط مولوی سید محمد عاصم
دستخط نسیم احمد اعظمی ندوی
دستخط محمد طہ اطہر ندوی

دستخط جناب کلیم پھلتی
دستخط مولوی محمود حسن حسنی
دستخط مولانا عبدالعزیز بھٹکلی ندوی
دستخط ڈاکٹر صالح کریم
دستخط سید محمد حسیب ندوی

کلیم پھلتی صاحب کے تجدید عہد کا عکس

— تجدید عہد —

آج بتاریخ ١٧/ ربیع الثانی ١٤٣٢ھ مطابق ٢٣/ مارچ ٢٠١١ء

جناب کلیم صاحب پھلتی سے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں، میٹنگ ہوئی، میں نے ان کے متعلق ١٧ محرم الحرام ١٤١٥ھ کی تاریخ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ایک تفصیلی رپورٹ کے ذریعہ مطلع کیا تھا کہ کلیم صاحب جھوٹے خطوط، خوابات اور دعاوی کے ساتھ جو کام کررہے ہیں وہ ان کی طرف منسوب ہوکر بدنامی کا ذریعہ بن رہا ہے۔ جس پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ افسوسناک حیرت میں پڑ گئے تھے اور یہ فرمادیا تھا کہ اب میں تنہا رہوں گا۔

اس کے بعد جناب کلیم صاحب پھلتی نے میرے نام اپنے خطوط میں اس کا اعتراف کیا تھا کہ یہ سب جھوٹ و افترا تھا، اور وہ اس کی تلافی کے لئے تیار ہیں، لیکن میری معلومات میں عملاً ایسا نہیں ہوا تھا۔

اب آج کی میٹنگ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ سابقہ تمام دعاوی، جعلی خطوط اور جھوٹی باتوں سے مکمل دستبرداری اور تبری کے ساتھ صحیح شرعی بنیادوں، صداقت اور حقائق پر مبنی تعلیمی و دعوتی کام ہوگا، اور ہم سب تعاون علی البر والتقوی اور عدم تعاون علی الاثم والعدوان کے اصول کے مطابق کام کریں گے ان شاء اللہ۔

وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت والیہ انیب

کتبہ
سلمان الحسینی
بتاریخ ١٧/ ربیع الثانی ١٤٣٢ھ
مطابق ٢٣/ مارچ ٢٠١١ء

دستخط سلمان الحسینی
دستخط جناب کلیم پھلتی
دستخط مولانا عبداللہ حسنی
دستخط مولوی محمود حسن حسنی
سید محمد عالم ندوی
مولانا عبدالعزیز بھٹکلی ندوی
نسیم احمد غازی
ڈاکٹر صالح کریم
محمود الظہر ندوی
سید محمد حسن

کلیم پھلتی صاحب کے، اور ان سے متعلق چند خطوط کا عکس

Mohammad Kaleem Siddiqui
President:
JAMIAT SHAH WALI ULLAH

محمد کلیم صدیقی
صدر جمعیت شاہ ولی اللہ

Ref ______ حوالہ نمبر ______
Dated ______ تاریخ ______

[illegible]

PHULAT, DISTT. MUZAFFAR NAGAR, 251201, (U.P.) INDIA
☎ (01396) 74198, 71774, 72998, FAX (011) 6835015

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MOHD. KALEEM SIDDIQUI
PHULAT, Distt. Muzaffar Nagar
(U. P.) INDIA— 251201

ناظم مدرسہ فیض الاسلام و جامعہ فخر النساء
پھلت ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا

Ref. No.........   باسمہ تعالیٰ   Dated.........

محسن و محترم جناب مولانا مجدہم العالی — السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

[illegible]

مولانا سید سلمان حسینی ندوی کی

چند اہم و مفید کتابیں

۱-ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟	۸۰/روپے
۲-خطبات بنگلور	۷۵/روپے
۳-محدثین کی نظر میں فقہ اور فقہاء کی اہمیت	۲۵/روپے
۴-ہزارۂ سوم کی قیامت صغریٰ	۵۰/روپے
۵-حدیث نبوی کے چند اسباق	۳۰/روپے
۶-امانت کا قرآنی تصور	۶۰/روپے
۷-قانون اسلامی کا ارتقاء	۶۰/روپے
۸-امام بخاری اور ان کی الجامع الصحیح	۲۵/روپے
۹-چند فکری زاویے	۸۰/روپے
۱۰-یہودی خباثتیں	۵۰/روپے
۱۱-دینی مدارس کا نصابِ تعلیم	۸۰/روپے
۱۲-خطبات سیرت	۲۲۰/روپے
۱۳-حج کا دعوتی نظام	۵/روپے
۱۴-آزادیٔ ہند حقیقت یا سراب	۲۵/روپے
۱۵-ماہِ رمضان اور پیام قرآن	۲۰/روپے
۱۶-اخلاق و شمائل نبوی	۳۰/روپے
۱۷-عمل پیہم	۵۰/روپے
۱۸-مقدمہ سنن امام ترمذی	۱۲/روپے
۱۹-مذکراتی	۱۰۰/روپے
۲۰-سفرنامہ	۱۲۰/روپے

ملنے کے پتے

جمعیۃ شباب الاسلام، شباب بلڈنگ، ٹیگور مارگ، لکھنؤ-۲۰

مکتبۃ الشباب العلمیۃ، ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰